



میرے اور مولانا احمد وسیم بیگ صاحب کے درمیان گفتگو کا موضوع ”کیا قرآن انسانی کلام ہے؟“ طے ہوا ہے، اس مکالمے میں ہم دونوں اپنے اپنے موقف کے دلائل پیش کریں گے۔ ایک عالم دین سے مباحثے کا مقصد قرآن و حدیث کے مطالعے کی روشنی میں اس بات کا جائزہ لینا ہے کہ آیا قرآن و حدیث کی تعلیمات کی روشنی میں قرآن اللہ کا کلام ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔

میرا موقف ہے کہ قرآن انسانی کلام ہے، یہ کلام الہی نہیں ہے، خود قرآن نے سورۃ النساء کی آیت نمبر 82 میں کہا ہے کہ:

أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا (۸۲)

ترجمہ: کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر یہ قرآن سوائے اللہ کے کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت اختلاف پاتے۔

ہمیں خود قرآن کا یہ قائم کردہ معیار قبول ہے، اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ قرآن اپنے قائم کردہ اس معیار پر پورا نہیں اترتا، قرآن میں داخلی تضادات بھی موجود ہیں اور خارجی تضادات بھی، داخلی تضادات سے مراد قرآن کی آیات کا باہمی تضاد اور خارجی تضاد سے مراد قرآن کا سائنسی مسلمات، تاریخ اور دیگر علوم سے تضاد مراد ہے۔ ابتدائی طور پر قرآن کی آیات کے باہمی تضادات سے آغاز کرتا ہوں، میرے نزدیک قرآن کا سب سے بڑا داخلی تضاد سورۃ فصلت کی آیات 9 تا 12 اور سورۃ النازعات کی آیات 27 تا 30 کے مابین واقع ہے۔ یہاں ان آیات کو درج کرتا ہوں:

قُلْ أَنْتُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أُنْدَادًا ذَلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ (۹) وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلنَّاسِ لِيُنَبِّئَهُنَّ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ (۱۱) فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَواتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَجِفَافًا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ (۱۲)

ترجمہ: کہہ دو کیا تم اس کا انکار کرتے ہو جس نے دو دن میں زمین بنائی اور تم اس کے لیے شریک ٹھہراتے ہو وہی سب جہانوں کا پروردگار ہے (9) اور اس نے زمین میں اوپر سے پہاڑ رکھے اور اس میں برکت دی اور چار دن میں اس کی غذاؤں کا اندازہ کیا (یہ جواب) پوچھنے والوں کے لیے پورا ہے (10) پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں تھا پس اس کو اور زمین کو فرمایا کہ خوشی سے آؤ یا جبر سے دونوں نے کہا ہم خوشی سے آئے ہیں (11) پھر انہیں دو دن میں سات آسمان بنا دیا اور اس نے ہر ایک آسمان میں اس کا کام القا کیا اور ہم نے پہلے آسمان کو چراغوں سے زینت دی اور حفاظت کے لیے بھی یہ زبردست ہر چیز کے جاننے والے کا اندازہ ہے (12)

اور ان آیات کا سورۃ النازعات کی آیات 27 تا 30 سے موازنہ دیکھئے:

أَأَنْتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ السَّمَاءُ بَنَاهَا (۲۷) رَفَعَ سَمُكَهَا فَسَوَّاهَا (۲۸) وَأَعْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضُحَاهَا (۲۹) وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَلِكَ دَحَاهَا (۳۰)

کیا تمہارا بنانا بڑی بات ہے یا آسمان کا جس کو ہم نے بنایا ہے (27) اس کی چھت بلند کی پھر اس کو سنوارا (28) اور اس کی رات اندھیری کی اور اس کے دن کو ظاہر کیا (29) اور اس کے بعد زمین کو بچھا دیا (30)

یہ ایک واضح تضاد ہے کہ سورۃ فصلت کی آیات میں پہلے زمین کی تخلیق کا ذکر ہے، اور بعد میں آسمان کی تخلیق کا ذکر، جبکہ سورۃ النازعات کی آیات میں پہلے آسمان کی تخلیق کا ذکر ہے اور آسمان کی تخلیق کے بعد زمین کی تخلیق کا ذکر ہے۔



(1)

قارئین کرام! خدا خدا کر کے نظامی صاحب کا مقدمہ پیش ہوا تو آج دوپہر سے میرا نیٹ غائب ہو گیا... خیر جواب کے ساتھ حاضر ہوں... نظامی صاحب کا دعویٰ ہے کہ قرآن کریم کو کامن سینس کے ذریعے انسانی کلام ثابت کیا جاسکتا ہے، چنانچہ انہوں نے اپنا مقدمہ پیش کیا، آئیے دیکھتے ہیں کہ کیا نظامی صاحب اپنا مدعا ثابت کرسکے یا نہیں..

//میرا موقف ہے کہ قرآن انسانی کلام ہے، یہ کلام الہی نہیں ہے، خود قرآن نے سورۃ النساء کی آیت نمبر 82 میں کہا ہے کہ:

أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا (۸۲)

ترجمہ : کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے اور اگر یہ قرآن سوائے اللہ کے کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت اختلاف پاتے۔

ہمیں خود قرآن کا یہ قائم کردہ معیار قبول ہے، اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ قرآن اپنے قائم کردہ اس معیار پر پورا نہیں اترتا، قرآن میں داخلی تضادات بھی موجود ہیں اور خارجی تضادات بھی، داخلی تضادات سے مراد قرآن کی آیات کا باہمی تضاد اور خارجی تضاد سے مراد قرآن کا سائنسی مسلمت، تاریخ اور دیگر علوم سے تضاد مراد ہے۔//

پہلی بات تو یہ جان لیں کہ قرآن کریم کی اس آیت میں قرآن کے اندر تضاد دکھانے کی بات کی گئی ہے نہ کہ قرآن کا کسی اور چیز سے تضاد، سلف و خلف کے تمام معتبر مفسرین نے اس کی یہی تفسیر کی ہے! اگر نادرا اس دور میں کسی نے دوسری تفسیر کی بھی ہو تو ہمیں تسلیم نہیں، کیونکہ:

اولاً: قرآن کریم کی آیت اس کی متحمل نہیں!

ثانیاً: جن چیزوں کی آپ بات کر رہے ہیں ان کی حیثیت تو خود مشکوک ہے، جسے آپ تاریخ کہتے ہیں وہ ہمارے نزدیک چوں چوں کا مرہ ہے اور جہاں تک بات ہے سائنس کی تو وہ بھی کوئی حتمی چیز نہیں! ان چیزوں کے بارے میں جب آپ حتمیت کا دعویٰ کرنے کے لائق ہوجائیں اور حقیقت کاملہ کو دریافت کرجکیں، اور کہہ سکیں کہ اب ہمارے علم کو کوئی ارتقاء لاحق نہیں ہوگا... تب یہ اعتراض لے کر آئیں..

اور اگرچہ کہ یہ چیز قطعی جھوٹ ہے کہ قرآن مجید کسی بھی معلوم "حقیقت" سے متصادم ہے، لیکن سائنس اور تاریخ نہ آپ کا موضوع ہیں اور نہ میرا، لہذا اس مزعومہ ومفروضہ خانہ ساز "خارجی تضاد" کو تو رہنے ہی دیں..

Like · 225 · November 3 at 12:07am



Mirza Ahmed Wasim Beg

(2)

//ابتدائی طور پر قرآن کی آیات کے باہمی تضادات سے آغاز کرتا ہوں، میرے نزدیک قرآن کا سب سے بڑا داخلی تضاد سورۃ فصلت کی آیات 9 تا 12 اور سورۃ النازعات کی آیات 27 تا 30 کے مابین واقع ہے۔ یہاں ان آیات کو درج کرتا ہوں:

قُلْ أَنتُمْ لَكُمْ تُكْفَرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَندَادًا ۚ ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ (۹) وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلنَّاسِ لَيْلٍ (۱۰) ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ (۱۱) فَفَصَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا ۚ وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ (۱۲)

ترجمہ: کہہ دو کیا تم اس کا انکار کرتے ہو جس نے دو دن میں زمین بنائی اور تم اس کے لیے شریک ٹھہراتے ہو وہی سب جہانوں کا پروردگار ہے (9) اور اس نے زمین میں اوپر سے پہاڑ رکھے اور اس میں برکت دی اور چار دن میں اس کی غذاؤں کا اندازہ کیا (یہ جواب) پوچھنے والوں کے لیے پورا ہے (10) پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں تھا پس اس کو اور زمین کو فرمایا کہ خوشی سے آؤ یا جبر سے دونوں نے کہا ہم خوشی سے آئے ہیں (11) پھر انہیں دو دن میں سات آسمان بنا دیا اور اس نے ہر ایک آسمان میں اس کا کام القا کیا اور ہم نے پہلے آسمان کو چراغوں سے زینت دی اور حفاظت کے لیے بھی یہ زبردست بر چیز کے جاننے والے کا اندازہ ہے (12)

اور ان آیات کا سورۃ النازعات کی آیات 27 تا 30 سے موازنہ دیکھئے :

أَأَنْتُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاءُ ۚ بَنَاهَا (۲۷) رَفَعَ سَمَكَهَا فَسَوَّاهَا (۲۸) وَأَعْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضَخَّاهَا (۲۹) وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَٰلِكَ دَحَاهَا (۳۰)

کیا تمہارا بنانا بڑی بات ہے یا آسمان کا جس کو ہم نے بنایا ہے (27) اس کی چھت بلند کی پھر اس کو سنوارا (28) اور اس کی رات اندھیری کی اور اس کے دن کو ظاہر کیا (29) اور اس کے بعد زمین کو بچھا دیا (30)

یہ ایک واضح تضاد ہے کہ سورۃ فصلت کی آیات میں پہلے زمین کی تخلیق کا ذکر ہے، اور بعد میں آسمان کی تخلیق کا ذکر، جبکہ سورۃ النازعات کی آیات میں پہلے آسمان کی تخلیق کا ذکر ہے اور آسمان کی تخلیق کے بعد زمین کی تخلیق کا ذکر ہے۔//

آگے بڑھنے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم تضاد کو سمجھ لیں کہ تضاد ہے کیا؟

تو جناب دو بیانات کے درمیان تضاد ہونے کا دعویٰ صرف اسی صورت میں صحیح ہو سکتا ہے کہ جب دونوں کو مان لینے کے نتیجے میں ایک ہی چیز کی بابت، ایک ہی وقت اور ایک ہی جگہ میں، ایک ہی جہت سے اجتماع النقیضین لازم آتا ہو... پس اگر وقت مختلف ہے، مثلاً خبر دی جاوے کہ ایک پنکھا ایک وقت متحرک ہے دوسرے وقت ساکن تو تضاد نہیں، یا جگہ مختلف ہو، جگہ مختلف ہے جیسے خبر دی جاوے کہ آسٹریلیا میں گرمی ہے اور پاکستان میں سردی تو تضاد نہیں، یا جہت مختلف ہے جیسے خبر دی جاوے کہ نماز طہارت کے ساتھ صحیح ہے بلا طہارت باطل تو ایک ہی وقت اور جگہ کے ہوتے ہوئے بھی تضاد نہ ہوگا...

اور اگر شئے ہی مختلف ہو، جیسے یہ پنکھا متحرک ہے اور وہ ساکن، تو تضاد کا دعویٰ صرف خبط الحواس ہونے کی دلیل سمجھا جاوے گا...

آئیے تضاد کے اس بدیہی مفہوم پر ذرا آپ کی پیش کردہ آیات کو پرکھتے ہیں...

Like · 219 · November 3 at 12:07am



Mirza Ahmed Wasim Beg

(3)

سب سے پہلے تو یہ یاد دلانا چلوں کہ اللہ کریم نے قرآن عظیم میں خود یہ واضح فرما دیا ہے کہ اس کے کلام میں کچھ چیزیں محکم اور واضح ہیں جو کہ کتاب کا اصل حصہ اور اصل مقصود ہیں، اور کچھ چیزیں متشابہہ ہیں جن کے معنی میں لوگوں کو اشتباہ لاحق ہو سکتا ہے! پس جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہے، وہ انہیں ثانی الذکر چیزوں کے پیچھے پڑتے ہیں کہ کیا مطلب ہوا، اور مقصد اس سے ان کا فتنہ ہوتا ہے! سو جب قرآن مجید کی بعض آیات کو لے کر ان پر ایسے رکیک اعتراضات کرتے ہوئے کسی کو ہم دیکھتے ہیں تو بے اختیار پکار اٹھتے ہیں "صدق اللہ ورسولہ" کہ مولیٰ تیرا فرمانا سچ ہے، تیری دی گئی ہر ہر خبر بڑے زور و شور سے حقیقت بنتی ہے! "هذا ما وعدنا اللہ ورسولہ"

جناب والا! میری کوئی بات دل پر لگی ہو تو معذرت! لیکن "آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں" اور دل کے دروازوں کو ذرا سا وا کر کے قرآن کے پیغام کو اندر آنے کی اجازت دیں، پھر دیکھیں کہ یہ آیات آپ کے دل کے کیا کرتی ہیں!

جی ہاں! لتری العجب العجاب!، یقیناً اگر آپ ایسا کرنے میں کامیاب رہتے ہیں تو ان آیات سے اخذ ہونے والے نتائج بھی یکسر بدل جائیں گے!

بھلا ان آیات کو پڑھنے والا کوئی سلیم القلب انسان اس بات سے اختلاف کر سکتا ہے کہ رب العزت کے ان فرامین کا اگر کوئی مقصود ہے تو یا تو اپنی نعمت کی یاد دہانی ہے یا پھر خالق کی عظمت کا بیان ہے! ترتیب کا بیان سرے سے یہاں مقصود و مراد ہی نہیں ہے! سو مومنین تو ان آیات کے محکم کو لے کر فوز و فلاح سے ہمکنار ہوئے، جبکہ کج رو معاندین اس کے متشابہہ کے پیچھے پڑ کر ہلاکت کی راہ پر گامزن ہوئے!

آپ کا رب آپ کو اپنی نعمتیں شمار کراتا ہے، کبھی یوں بیان کرتا ہے تو کبھی یوں، "پھر" اور "اس کے بعد" تو مزید برآں کے معنی میں بھی بولا جاتا ہے، "عتل بعد ذلك زنیم"! ... اور ہر مقام کے لحاظ سے آنے والی ترتیب اور اسلوب بیان کی حکمتیں ہوتی ہیں!

Like · 218 · November 3 at 12:08am



Mirza Ahmed Wasim Beg

(4)

لیکن.....، فإن أبیت إلا جدلاً....، اگر آپ کو جدلیاتی باتوں ہی سے ماننا ہے تو آئیے ہم آپ کو ترتیب بھی سمجھا ہی دیں....

تو جناب جس چیز کو آپ قرآن کا تضاد سمجھے وہ در حقیقت آپ کا خلط میث ہے! ذرا ایک بار پھر تضاد کے معنی کو ذہن میں تازہ کر لیں اور آئیں ہمارے ساتھ...

قرآن دراصل تخلیق کے تین مراحل بیان کرتا ہے:

- 1- رتق وفتح، کہ جس کا ذکر سورہ انبیاء کے اندر ہے، پس آسمان صورت دخان تو اسی مرحلے میں وجود پا گیا تھا...
- 2- تخلیق ارض من حیث الأصل
- 3- دحو ارض (زمین کو پھیلانا، بچھانا، ربائش کے لئے تیار کرنا) اور تسویہ سماء (آسمان کو برابر کرنا، اس کے طبق بنانا، سیاروں اور ستاروں سے سجانا وغیرہ)..

تو جن چیزوں میں آپ کو خلط ہوا، وہ یہی آخری دو مرحلے ہیں...

پس جن آیات کو آپ آپس میں ٹکرانے کی سعی فرما رہے ہیں ذرا ان کو ایک بار غور سے پڑھ لیں کہ کیا ہر جگہ تخلیق ہی کا لفظ ہے؟ یا کہیں دحو اور تسویہ بھی ہے؟

تو جناب من! خلق اور چیز ہے اور دحو اور... خلق ارض کے تسویہ سماء کے پہلے ہونے، اور دحو ارض کے تسویہ سماء کے بعد ہونے میں بھلا کیا تعارض ہے؟

جب شئے ہی مختلف ہے تو تضاد کیسا؟

سو آیات کی روشنی میں ترتیب یوں ہوئی..

(رتق اور فتح کے بعد) خلق ارض - تسویہ سماء (جبکہ وہ پیش کردہ آیات کی

روشنی میں دھان کی شکل میں پہلے سے تھا) - دھو ارض و اخراج ماء و مرعی... پس دو دن زمین کے بننے میں، پھر دو دن تسویہ سماء کے - پھر دو دن دھو ارض کے.. اس طرح زمین پر جو کل کام ہوا خلق اور دھو کا اسے سورہ حم سجدہ میں واؤ کے ذریعے یکجا کیا گیا، جو مطلق جمع کے لیے ہوتا ہے، ترتیب کا فائدہ نہیں دیتا.. کیونکہ سیاق امتنان میں ترتیب وقوع کی اہمیت نہیں، بلکہ سیاق سے انسب یہی ہے کہ زمین جو انسان کی اصل کارزار حیات ہے، اس سے متعلق نعمتوں کو یکجا کر کے بیان کیا جائے، سو زمین پر ہونے والے اس سارے کام کی کل مدت ہوئی چار دن، جیسا کہ مذکورہ آیت میں بیان ہوا... (جس کو آپ نے غلط طور پر صرف قدر فیہا سے جوڑ دیا ہے) اور اگلی آیت میں ثم کا عطف براہ راست خلق الارض پر ہے! رہا نازعات میں مذکور دھو ارض تو اس کی تشریح خود اگلی آیت میں ہے کہ اخرج منها ماءها ومرعاها...

Like · 204 · November 3 at 12:08am



Mirza Ahmed Wasim Beg

(5)

مبادا آپ یہ نہ سمجھ لیں کہ یہ ہماری خانہ ساز تشریح ہے، سو آپ کو بتلاتے چلیں، بلکہ یاد دلاتے چلیں (کہ بحیثیت درس نظامی کے فارغ کے معلوم تو آپ کو ہونا ہی چاہیے) کہ یہ تشریح ترجمان القرآن ابن عم الرسول خبر الامۃ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور صحیح بخاری و دیگر کتب حدیث و تفسیر میں منقول ہے! اور اصول تفسیر کی روشنی میں تفسیر قرآن کی بابت صحابی کا ایسا قول جس کے مخالف کسی دوسرے صحابی کا قول معروف نہ ہو، حجت ہے بایں طور کہ صحابی کی یہ تفسیر مشکاة نبوی ہی سے ماخوذ و مستفاد ہو سکتی ہے! بالخصوص جبکہ یہ ایک ایسی چیز کے سلسلے میں ہے جس کا تعلق غیب سے ہے!

((ملاحظہ فرمائیں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اثر: قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ: إِنِّي أَجِدُ فِي الْقُرْآنِ أَشْيَاءَ تَخْتَلِفُ عَلَيَّ، ... وَقَالَ: {أَمِ السَّمَاءُ بَنَاهَا} [النَّازِعَات: 27] إِلَى قَوْلِهِ: {دَحَاهَا} [النَّازِعَات: 30] فَذَكَرَ خَلْقَ السَّمَاءِ قَبْلَ خَلْقِ الْأَرْضِ، ثُمَّ قَالَ: {أَنْتُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ} [فَصَلَتْ: 9] إِلَى قَوْلِهِ: {طَائِعِينَ} [فَصَلَتْ: 11] فَذَكَرَ فِي هَذِهِ خَلْقَ الْأَرْضِ قَبْلَ خَلْقِ السَّمَاءِ؟ ... فَقَالَ: ... وَخَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ ... ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ فِي يَوْمَيْنِ آخَرَيْنِ، ثُمَّ دَحَا الْأَرْضَ، وَدَحَوَهَا: أَنْ أَخْرَجَ مِنْهَا الْمَاءَ وَالْمَرْعَى، وَخَلَقَ الْجِبَالَ وَالْجِبَالَ وَالْأَكَامَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي يَوْمَيْنِ آخَرَيْنِ، فَذَلِكَ قَوْلُهُ: {دَحَاهَا} [النَّازِعَات: 30]. وَقَوْلُهُ: {خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ} [فَصَلَتْ: 9]. فَجُعِلَتِ الْأَرْضُ وَمَا فِيهَا مِنْ شَيْءٍ فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ، وَخُلِقَتِ السَّمَوَاتُ فِي يَوْمَيْنِ،

صحیح البخاری (کِتَابُ تَفْسِيرِ الْقُرْآنِ: سُورَةُ حَمِ السَّجْدَةِ)

ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں قرآن میں کچھ چیزیں پاتا ہوں جن میں مجھے اختلاف محسوس ہوتا ہے، ... (اسی میں سورہ نازعات کی آیات کا ذکر کر کے کہا کہ اس میں آسمان کی تخلیق کا ذکر زمین کی تخلیق سے پہلے ہے، اور سورہ حم سجدہ کی آیات پیش کر کے کہا کہ اس میں زمین کی تخلیق سے پہلے ہے) (جوابا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا) اللہ نے زمین کو دو دن میں پیدا فرمایا، پھر آسمان کی طرف متوجہ ہو کر اس کا تسویہ کیا (اسے برابر کیا) دو مزید دنوں میں، پھر زمین کا دھو کیا، اور اس کا دھو یہ ہے کہ اس میں سے پانی اور چارہ نکالا، اور پہاڑ، اونٹ، اور جو کچھ زمین و آسمان کے درمیان ہے اسے پیدا کیا دو مزید دنوں میں! تو یہ معنی ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: دحاها اور اللہ کے ارشاد وخلق الارض فی یومین کا، پس زمین اور اس میں جو کچھ ہے، وہ کل چار دن میں پیدا کیا گیا اور آسمانوں کو دو دن میں پیدا کیا گیا))

Like · 196 · November 3 at 12:09am



Mirza Ahmed Wasim Beg

(6)

خلاصہ یہ ہے کہ آپ کا یہ اعتراض پوری طرح آپ کے ذہن و فہم کا داخلی تضاد و خلط اور اندرونی انتشار و اضطراب ثابت ہوچکا! رہیں قرآن مجید کی آیات تو ان میں کہیں سے کہیں تک، دور دور کا بھی کوئی تعارض سرے سے بن ہی نہیں سکتا! اور اس میں کوئی گنجائش کہیں سے بھی کسی اعتراض کی باقی نہیں بچی... امید کہ اگلا اعتراض ذرا دیکھ بھال کر اور غور کر کے پیش فرمائیں گے کہ آیا وہ واقعی تضاد ہے یا کہ کج فہمی!؟

ختم شد

Like · 179 · November 3 at 12:09am



Ayaz Nizami

(1)

جواب کمنٹ نمبر 4

غیر ضروری طوالت سے اجتناب کرتے ہوئے میں پہلے تین کمنٹس کے جواب صرف نظر کر کے براہ راست چوتھے کمنٹ کے جواب سے آغاز کرتا ہوں۔

1- رتق و فتق کے متعلق خود مفسرین کا ہی کہنا ہے کہ اس سے مراد آسمان سے بارش کا نا برسنا اور زمین کا بنجر ہونا مراد ہے، یعنی دونوں اپنی فعالیت سے رکے ہوئے تھے کہ اللہ نے انہیں فعال کر دیا، اس لئے آیت کے ابتداء میں ا و لم ير الذین کفروا (کیا کافروں نے یہ نہیں دیکھا) بھی کہا گیا ہے، اگر یہ تخلیق زمین آسمان کا ہی کوئی مرحلہ ہوتا تو ابتدائے آیت میں اولم ير الذین کا کیا مطلب؟ خیر یہ نقطہ اصل موضوع بھی نہیں ہے، اس لئے اس کا جواب بھی درکار نہیں۔ اصل مقصد آپ کی توجہ اولم ير الذین کے الفاظ کی طرف دلانا ہے۔

2- تخلیق ایک مکمل عمل ہے جو تدریجاً ہوتا ہے، جیسے عمارت کی تعمیر کو ہی دیکھ لیں، بنیادیں کھودنا، ڈھانچہ کھڑا کرنا، دیواریں بنانا، پلستر کرنا، الیکٹرک وائرنگ وغیرہ وغیرہ، ان سب مراحل کے الگ الگ نام ضرور ہیں لیکن ہیں یہ سب تخلیق کا ہی حصہ۔ پہلے ہی ان مراحل کو دحو اور تسویم کا نام دے دیجئے لیکن یہ تخلیق کا ہی حصہ ہیں، اس بات کی تائید کیلئے سورۃ النازعات کی آیت 27 کی تفسیر میں تفسیر جلالین کی عبارت نقل کرتا ہوں:

«أشد خلقاً أم السماء» أشد خلقاً «بناها» بیان لکیفۃ خلقها۔

یعنی صاحب جلالین نے بناھا کو تخلیق کی ہی کیفیت قرار دیا گیا ہے۔ لہذا یہ مقدمہ مسترد ہے کہ تسویم، دحو تزئین بالنجوم وغیرہ تخلیق سے کوئی الگ فعل ہیں، بلکہ یہ تخلیق کا ہی حصہ ہیں۔

آیت کی روشنی میں تخلیق کی ترتیب کے بیان میں آپ نے فرمایا:

// (رتق اور فتق کے بعد) خلق ارض - تسویم سماء (جبکہ وہ پیش کردہ آیات کی روشنی میں دخان کی شکل میں پہلے سے تھا) - دحو ارض وإخراج ماء ومرعى... پس دو دن زمین کے بننے میں، پھر دو دن تسویم سماء کے - پھر دو دن دحو ارض کے۔//
قرآن کی کسی آیت میں یہ نہیں کہا گیا کہ یہ ترتیب رتق اور فتق کے بعد کی ہے، یہ آپ کا اپنا بیان ہے۔ کیونکہ رتق و فتق کا مفہوم معین ہی نہیں ہے اور اولم ير الذین کفروا کے الفاظ دلالت کر رہے ہیں کہ یہ کوئی قابل مشاہدہ عمل تھا۔ اس لئے استمہام انکاری ہے کہ کیا کافروں نے دیکھا نہیں؟ اگر نا دیکھا ہوتا تو پھر رتق و فتق کی عدم رؤیت کافروں پر بھلا کیسے حجت ہو سکتی ہے؟

میں نے بھلا کب دعویٰ کیا کہ واؤ مطلقاً ترتیب کیلئے آتا ہے؟ نا ہی حرف واو سے میں نے کہیں ترتیب اخذ کرنے کا کہیں کوئی اشارہ دیا ہے، ترتیب تو سورۃ حم سجدہ کی آیت میں تخلیق ارض، دحو اور لوازمات ارض سے فراغت کے بعد ثم اسوئ الی السماء (پھر اس نے آسمان کی طرف رخ کیا) کے الفاظ سے واضح ہے۔ اور سورۃ النازعات میں و تسویم سماء (رفع سمکھا فسواھا) کے بعد و الارض بعد ذلک دحاھا کے الفاظ سے ہے۔ اب ثم کا حرف تو تراخی کیلئے ہی وضع کیا گیا ہے نا؟ جیسا کہ اللہ یبدأ الخلق ثم یعیدہ اور بعد تاخیر کو ہی بیان کرتا ہے نا؟ آپ فرمائیں گے عتل بعد ذالک زنیم تو جواب ہے کہ عتل بعد ذالک زنیم کی صورت میں کوئی تدریجی بیان ذکر ہی نہیں ہو رہا اس لئے تقدیم تاخیر اور ترتیب کا کوئی فائدہ ہی نہیں، چاہئے زنیم بعد ذالک عتل کر دیں کوئی فرق واقع نہیں ہوگا، لیکن و الارض بعد ذلک دحاھا میں ہمارے پاس سوائے اس کے کہ قرآن کی ایک غلطی پر پردہ ڈالا جائے اس کے علاوہ اور کوئی ”قرینہ“ موجود نہیں۔ سارا کام ہی صرف ”بعد ذالک دحاھا“ کے الفاظ نے خراب کیا، اگر صرف یہ الفاظ نہ ہوتے تو کم از کم اس ترتیب والے اعتراض کو بنیاد ہی نہ ملتی۔

اب سورۃ حم سجدہ کے مطابق ترتیب یوں ہوتی:

1- تخلیق ارض 2- متعلقات ارض (جس میں دحو، ارساء، برکت اور تقدیر اقوات سب کو شامل کر لیجئے) 3- تسویم سماء

اور سورۃ النازعات کے مطابق ترتیب یوں ہے:

1- تسویم سماء (رفع سمکھا فسواھا) پھر اس کے بعد 2- تخلیق ارض (جسے قرآن نے دحو کہا ہے) اور پھر اس کے بعد 3- اخراج لماء من الارض اور ارساء الجبال اور ان دونوں ترتیبوں میں فرق بالکل نمایاں ہے۔ اس لئے میرے نزدیک آپ کی اس قدر محنت کے باوجود تضاد جوہ کا تو اپنی جگہ پر قائم و دائم ہے۔

Like · 126 · November 4 at 12:43am · Edited



Ayaz Nizami

(2)

کمنٹ نمبر 5 کا جواب

چلیں تاکہ آپ بھی یہ نا سمجھیں کہ میں نے ”بوم ورک“ کے بغیر ہی اعتراض کر دیا ہے آپ کی خدمت میں مستدرک ابن حاکم کی یہ روایت پیش خدمت ہے جس سے ترتیب تخلیق خوب واضح ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں تخلیق کو باقاعدہ دنوں پر تقسیم کر کے بیان کیا گیا ہے، جس کی وضاحت کے بعد آپ کی بیان کردہ ترتیب تو بالکل ہی غلط ثابت ہو جاتی ہے، اور اب یہ کام آپ کا ہوگا کہ ترجمان القرآن حبر الامۃ کا قول زیادہ قابل قبول ہے کہ رسول اللہ کا قول:
[ص: 409] 1543 - بیان خلق السماوات والأرض وآدم

4050 - أخبرنا أبو سعيد أحمد بن محمد بن عمرو الأحمسي بالكوفة ، ثنا الحسين بن الربيع ، ثنا حماد بن السري ، ثنا أبو بكر بن عياش ، عن أبي سعيد ، عن عكرمة ، عن ابن عباس - رضي الله عنهما - أن اليهود أتت النبي - صلى الله عليه وآله وسلم - فسألته عن خلق السماوات والأرض ، فقال : " خلق الله الأرض يوم الأحد والاثنين ، وخلق الله الجبال يوم الثلاثاء وما فيهن من منافع ، وخلق يوم الأربعاء الشجر والماء والمداين والعمران والخراب فهذه أربعة ، فقال عز وجل : (أننكم لتكفرون بالذي خلق الأرض في يومين وتجعلون له أندادا ذلك رب العالمين وجعل فيها رواسي من فوقها وبارك فيها وقدر فيها أقواتها في أربعة أيام سواء للسائلين) ، وخلق يوم الخميس السماء ، وخلق يوم الجمعة النجوم والشمس والقمر والملائكة الخ

هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه .

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے ہی مروی ہے کہ یہودی، رسول اللہ کے پاس آئے اور ان سے تخلیق آسمان و زمین سے متعلق سوال کیا۔ تو رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ نے پیر اور منگل کے دن زمین کو تخلیق کیا، اور پہاڑوں اور ان میں موجود منافع کو منگل کے دن، اور بدھ کے دن درخت، پانی، شہر، آبادی و بربادی، تو یہ چار دن ہوئے، جیسے کہ قرآن میں اللہ نے کہا کہ (أننكم لتكفرون بالذي خلق الأرض في يومين وتجعلون له أندادا ذلك رب العالمين وجعل فيها رواسي من فوقها وبارك فيها وقدر فيها أقواتها في أربعة أيام سواء للسائلين) اور جمعرات کے دن آسمان کو پیدا کیا، اور جمعہ کے دن ستارے، سورج، چاند اور فرشتے پیدا کئے۔

لیجئے جناب آپ کا قائم کردہ تمام تر مقدمہ اس حدیث نے ڈھیر کر دیا۔

Like · 117 · November 4 at 12:44am · Edited



Ayaz Nizami

(3)

کمنٹ نمبر 6 کا جواب
آپ نے فرمایا:

// خلاصہ یہ ہے کہ آپ کا یہ اعتراض پوری طرح آپ کے ذہن و فہم کا داخلی تضاد و خلط اور اندرونی انتشار و اضطراب ثابت ہوچکا! رہیں قرآن مجید کی آیات تو ان میں کہیں سے کہیں تک، دور دور کا بھی کوئی تعارض سرے سے بن ہی نہیں سکتا! اور اس میں کوئی گنجائش کہیں سے بھی کسی اعتراض کی باقی نہیں بچی... امید کہ اگلا اعتراض ذرا دیکھ بھال کر اور غور کرکے پیش فرمائیں گے کہ آیا وہ واقعی تضاد ہے یا کہ کج فہمی؟! //

اب آپ اپنا ہی یہ کمنٹ دوبارہ پڑھئے اور کمنٹ نمبر 5 کے جواب میں میری طرف سے پیش کردہ حدیث کو بھی پڑھئے، اور ذرا غور کیجئے۔ جو اعتراض میں نے وارد کیا درحقیقت یہ حدیث بھی وہی اعتراض ہی وارد کر رہی ہے۔
قارئین کی خدمت میں عرض ہے کہ میرے کمنٹ میں کوئی بات قابل توضیح ہو تو مجھ سے میری ٹائم لائن پر کسی بھی پوسٹ پر کمنٹ کرکے یا پھر ان باکس میں رابطہ کر سکتے ہیں۔ شکریہ

Like · 120 · November 4 at 12:44am · Edited



Mirza Ahmed Wasim Beg

بسم الله الرحمن الرحيم
جواب نمبر 2

(7)

اب تک کی بحث کا نتیجہ واضح ہے کہ تضاد ثابت کرنے میں آپ ناکام رہے ہیں، اس لئے کہ تضاد صرف اسی صورت میں ثابت ہوسکتا تھا جب کہ آیات کا کوئی ایسا مطلب ثابت ہوتا جس کو لینے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا، یہاں تو متعدد آپشنز ہیں آپ کے سامنے، (جن میں سے کسی کو بھی اختیار کرنے سے اصل مقصود آیات پر کوئی فرق نہیں پڑتا) اور جن میں سے کسی میں بھی کوئی ایسی صورت نہیں بنتی جس میں تعارض ہو!! ہاں زبردستی کی بات دوسری ہے!! جیسا کہ تفصیلی جواب سے سامنے آئے گا! البتہ آپ کی پوری جدوجہد اور سعی کا خلاصہ یہ ہے کہ اب قرآن کو ہم آپ سے پوچھ پوچھ کر سمجھیں!!

//1- رتق و فتق کے متعلق خود مفسرین کا ہی کہنا ہے کہ اس سے مراد آسمان سے بارش کا نا برسنا اور زمین کا بنجر ہونا مراد ہے، یعنی دونوں اپنی فعالیت سے رکے ہوئے تھے کہ اللہ نے انہیں فعال کر دیا، اس لئے آیت کے ابتداء میں ا و لم ير الذين كفروا (کیا کافروں نے یہ نہیں دیکھا) بھی کہا گیا ہے، اگر یہ تخلیق زمین آسمان کا ہی کوئی مرحلہ ہوتا تو ابتدائے آیت میں اولم ير الذين کا کیا مطلب ؟ خیر یہ نقطہ اصل موضوع بھی نہیں ہے، اس لئے اس کا جواب بھی درکار نہیں۔ اصل مقصد آپ کی توجہ اولم ير الذين کے الفاظ کی طرف دلانا ہے۔ //

جناب میں بھی اس میں زیادہ گہرائی میں نہیں جانا چاہتا لیکن مفسرین کے بارے

میں ایک اہم بات کی وضاحت کرتا چلوں کہ مفسرین اپنے اپنے دور کی علمیت کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن کی تفسیر کرتے ہیں، لہذا مفسرین پر اپنے استدلال کی بنیاد ہم نہیں رکھتے اور نہ مفسرین ہمارا موضوع ہیں... ہمارا موضوع قرآن کریم ہے!! اور یہاں تو صحابہ سلف سے دونوں قول مروی ہیں، تو کیوں آپ اس معنی پر اصرار کر رہے ہیں کہ لغت اور سیاق بھی تنہا جسے مراد لینے سے مانع ہیں، کیونکہ رتق عربی کی ہر لغت میں جڑے ہوئے، ملے ہوئے کے معنی میں ہے، اور سیاق واضح طور پر کائنات کی تخلیق اور بدء خلق کا ہے...

اور علی کل حال دونوں تفسیروں میں ہمارے نزدیک کوئی تعارض بھی نہیں... جیسا کہ ابن کثیر نے دونوں معنی کو جمع کر دیا ہے! تو ایک تفسیر سے دوسری کو رد کرنے کی آپ کی ساری سعی لا حاصل ہے!! جسے زبردستی کے سوا کوئی نام نہیں دیا جاسکتا!

Like · 170 · November 3 at 10:03pm · Edited



Mirza Ahmed Wasim Beg

(8)

//2- تخلیق ایک مکمل عمل ہے جو تدریجاً ہوتا ہے، جیسے عمارت کی تعمیر کو ہی دیکھ لیں، بنیادیں کھودنا، ڈھانچہ کھڑا کرنا، دیواریں بنانا، پلستر کرنا، الیکٹرک وائرنگ وغیرہ وغیرہ، ان سب مراحل کے الگ الگ نام ضرور ہیں لیکن یہ سب تخلیق کا ہی حصہ۔ پہلے ہی ان مراحل کو دحو اور تسویم کا نام دے دیجئے لیکن یہ تخلیق کا ہی حصہ ہیں، اس بات کی تائید کیلئے سورۃ لہزعات کی آیت 27 کی تفسیر میں تفسیر جلالین کی عبارت نقل کرتا ہوں:

«أَشَدَّ خَلْقًا أَمَ السَّمَاءَ» أَشَدَّ خَلْقًا «بَنَاهَا» بَيَانُ لِكَيْفِيَةِ خَلْقِهَا.

یعنی صاحب جلالین نے بناہا کو تخلیق کی ہی کیفیت قرار دیا گیا ہے۔ لہذا یہ مقدمہ مسترد ہے کہ تسویم، دحو تزئین بالنجوم وغیرہ تخلیق سے کوئی الگ فعل ہیں، بلکہ یہ تخلیق کا ہی حصہ ہیں۔//

تخلیق جب مستقلاً استعمال ہو تو یقیناً یہ سارے مراحل اس میں شامل ہوسکتے ہیں... آپ کا یہ کہنا کہ لازماً یہ سارے مراحل ہر ہر جگہ خلق میں شامل مانے جائیں، صرف زبردستی والی بات ہے! چنانچہ قرآن کی آیات: الَّذِي خَلَقَ فُسُوكَ فَعَدْلُكَ الَّذِي خَلَقَ فُسُوكَ وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَتَنْفَخُ فِيهِ..... وغیرہ اس کی دلیل ہیں.. معلوم ہوا کہ تخلیق صرف عدم سے وجود میں لانے کو بھی کہتے ہیں، صرف ڈھانچہ بنانے کو بھی کہتے ہیں... اور تسویم وغیرہ اس کے بعد کا مستقل مرحلہ شمار ہوتے ہیں... جہاں تک دحو کی بات ہے تو اس کی تشریح خود قرآن کی اگلی آیت کر رہی ہے، اخراج منها ماءً و مرعاًھا... ظاہر ہے کہ یہ اصل تخلیق کے بعد ہی کا مرحلہ ہے... بالفاظ دیگر جب یہ سارے مراحل خود آپ کے نزدیک "تخلیق کا حصہ" ہیں، تو تخلیق کا اطلاق ان میں سے کسی بھی مرحلے پر ہوسکتا ہے، اور اصل تخلیق یعنی عدم سے وجود میں لانے پر تو بدرجہ اولی ہوسکتا ہے... ہر ہر جگہ تخلیق سے یہ تمام مراحل مراد ہوں یہ ضروری نہیں... اواس کی دلیل تو خود زیر بحث آیات میں بھی ہے، ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ... آسمان کی طرف متوجہ ہوا جو دھواں سا تھا..... معلوم ہوا کہ آسمان تھا، پھر اس کے بعد فرمایا ففصاهن سبع سماوات... پھر انہیں سات آسمان بنایا.. اسی طرح وجعل فیہا رواسی... الخ میں ہے، کہ اس میں میخیں گاڑیں، اگر زمین پہلے سے "خلق" نہیں کی جاچکی تھی تو کس میں میخیں گاڑیں؟؟ تو جب تخلیق مراحل میں ہے جیسا کہ آپ کو تسلیم ہے تو تضاد کیسا؟ آخر آپ کو کیا خلط ہو رہا ہے؟؟ تخلیق کا حصہ ہیں تو اس سے کیا ثابت ہوا؟ کہ یکبارگی سب مراحل طے ہو گئے؟؟ یعنی یہ کون سی منطق ہے؟؟ مختلف مراحل میں اس عظیم کائنات کی تخلیق ہوئی... اور الگ الگ جگہوں پر الگ مراحل کا ذکر ہے... اور ان مراحل کو قرآن کے مختلف بیانات کے ذریعے ترتیب دیا جاسکتا ہے!! تضاد کا یہاں کیا گزر؟

Like · 164 · November 3 at 10:03pm



Mirza Ahmed Wasim Beg

(9)

//قرآن کی کسی آیت میں یہ نہیں کہا گیا کہ یہ ترتیب رتق اور فتق کے بعد کی ہے، یہ آپ کا اپنا بیان ہے۔ کیونکہ رتق و فتق کا مفہوم معین ہی نہیں ہے اور واوالم بر الذین کفروا کے الفاظ دلالت کر رہے ہیں کہ یہ کوئی قابل مشاہدہ عمل تھا۔ اس لئے استمہام انکاری ہے کہ کیا کافروں نے دیکھا نہیں؟ اگر نا دیکھا ہوتا تو پھر رتق و فتق کی عدم رؤیت کافروں پر بھلا کیسے حجت ہو سکتی ہے؟//

قرآن نے بے شک ترتیب کی صراحت نہیں کی، لیکن جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں وہ بھی آپ کا اپنا بیان ہے! فرق یہ ہے کہ میں قرآن کی مختلف نصوص کو جمع کر کے ایک ایسے نتیجے تک پہنچ رہا ہوں، جس کی آیات یقیناً متحمل ہیں، کیونکہ القرآن

یفسر بعضہ بعضا، قرآنی آیات ایک دوسرے کی تشریح کرتی ہیں!! اور آپ قرآن کی نصوص کے ساتھ زبردستی کر کے ان کو آپس میں ٹکرانے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں، جس کی آیات متحمل ہی نہیں ہیں!

آپ کا یہ فرمانا کہ اولم یزالذین کفروا کے الفاظ دلالت کر رہے ہیں کہ یہ کوئی قابل مشابہہ عمل تھا! لغت اور قرآن دونوں سے تجاہل عارفانہ ہے!! رؤیت لغت میں برگز صرف سر کی آنکھوں سے دیکھنے کا نام نہیں!! قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات پر غور فرمائیں: أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طَبَاقًا (اب کیا آپ کہیں گے کہ سات آسمانوں کی طبق در طبق تخلیق بھی قابل مشابہہ عمل تھی؟؟)

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ (اور واضح ہے کہ اصحاب فیل کا واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے کا ہے)

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ (عاد کے ساتھ رب نے جو کیا، اس کا مشابہہ بھی کسی نے نہیں کیا! ہاں، اس کے آثار وہ ضرور دیکھ سکتے تھے!! اسی طرح اللہ نے زمین و آسمان کو جدا کر کے زندگی کے لائق بنایا، اس کا مشابہہ بھی وہ کرسکتے تھے!!) اور مثالیں اس کی بکثرت ہیں!! ((أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ، أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَأِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى إِذْ قَالُوا لَنَبِيِّ لَّهُمْ إِنَّا أَبَعَثْنَا مَلِكًا نُنَاقِلُ، أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ ، وغيره))

ایک اہم بات اور کہتا چلوں کہ الذین کفروا عام ہے، اور قیامت تک آنے والے کفار اس میں شامل ہیں!! اور یہاں کوئی معجزہ دکھا کر حجت نہیں قائم کی جارہی، بلکہ زمین و آسمان میں پھیلی اللہ کی عمومی نشانیوں پر غور کرنے کی دعوت دی جارہی ہے!! پس خالق کی حجت کامل ہے!!

Like · 162 · November 3 at 10:04pm



Mirza Ahmed Wasim Beg

(10)

//میں نے بھلا کب دعویٰ کیا کہ واؤ مطلقاً ترتیب کیلئے آتا ہے ؟ نا ہی حرف واو سے میں نے کہیں ترتیب اخذ کرنے کا کہیں کوئی اشارہ دیا ہے ترتیب تو سورۃ حم سجدہ کی آیت میں تخلیق ارض، دحو اور لوازمات ارض سے فراغت کے بعد ثم اسوٰی الی السماء (پھر اس نے آسمان کی طرف رخ کیا) کے الفاظ سے واضح ہے۔ اور سورۃ النازعات میں و تسویہ سماء (رفع سمکھا فسواھا) کے بعد و الارض بعد ذلک دحاھا کے الفاظ سے ہے۔ اب ثم کا حرف تو تراخی کیلئے ہی وضع کیا گیا ہے نا ؟ جیسا کہ اللہ یبدأ الخلق ثم یعیده اور بعد تاخیر کو ہی بیان کرتا ہے نا ؟ آپ فرمائیں گے عتل بعد ذالک زنیم تو جواب ہے کہ عتل بعد ذالک زنیم کی صورت میں کوئی تدریجی بیان ذکر ہی نہیں ہو رہا اس لئے تقدیم تاخیر اور ترتیب کا کوئی فائدہ ہی نہیں، چاہئے زنیم بعد ذالک عتل کر دیں کوئی فرق واقع نہیں ہوگا، لیکن و الارض بعد ذلک دحاھا میں ہمارے پاس سوائے اس کے کہ قرآن کی ایک غلطی پر پردہ ڈالا جائے اس کے علاوہ اور کوئی ”قرینہ“ موجود نہیں۔ سارا کام ہی صرف ”بعد ذالک دحاھا“ کے الفاظ نے خراب کیا، اگر صرف یہ الفاظ نہ ہوتے تو کم از کم اس ترتیب والے اعتراض کو بنیاد ہی نہ ملتی۔ //

ثم یقیناً تراخی کے لئے آتا ہے، لیکن صرف ثم سے آپ کی کشیدکاری مکمل نہیں ہو رہی، جب تک کہ آپ آیت "قُلْ أَنتُمْ لَتَكْفُرْنَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَنْدَادًا ۚ ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ (۹)" جس میں خلق کو مستقلاً بیان کر دیا گیا، اور اگلی آیت میں زمین کے متعلقات کو واو کے ذریعے جمع کیا گیا، "وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلنَّاسِ لَيْلٌ (۱۰)" کو آپس میں زبردستی تنہی نہ کریں! اور ان کے یقیناً ایک وقت میں وقوع پذیر ہونے اور درمیان میں فصل نہ ہونے پر بلا دلیل اصرار نہ کر لیں! آپ کے اسی استدلال کے جواب میں میں نے عرض کیا کہ واو سے اگر آپ ایسا کوئی معنی کشید کر رہے ہیں، تو واو اس کا متحمل نہیں ہے!! اور ہم نے جو اسے مؤخر مانا تو نازعات کی اسی آیت کی دلیل سے جسے بڑے زور و شور سے آپ ہی پیش فرما رہے ہیں!! اور لغت برگز اس میں مانع نہیں ہے! اور وقوع میں مؤخر ہونے، جیسا کہ نازعات سے معلوم ہوتا ہے، کے باوجود اس کو یہاں خلق (کو مستقلاً الگ سے ذکر دیے جانے کے بعد، اس) کے ساتھ جمع کرنے کی معقول وجہ ہم نے بتائی! (اس کے لئے ہمارے کل کے کمنٹ نمبر چار کے آخری پیرا کی طرف رجوع کیا جائے) اور دنیا کی ہر زبان میں ایسے جملہ ہائے معترضہ کی بھرپور گنجائش موجود ہے!! اس گنجائش پر قدغن زبردستی نہیں تو اور کیا ہے؟؟

ثم حرف عطف ہے، تو اس کا عطف کس پر ہے؟؟ ہم نے بوجہ کہا کہ "خَلَقَ الْأَرْضَ ... پر ہے!! اور زبان و بیان میں اس کی بھر پور گنجائش موجود ہے!! رہا سادے مفہوم پر آپ کا اعتراض تو وہ بھی ہے جا ہے! "کہ عتل بعد ذالک زنیم کی صورت میں کوئی تدریجی بیان ذکر ہی نہیں ہو رہا " تو جناب، ہم نے آپ سے عرض کیا کہ تخلیق کی ترتیب کا بیان یہاں مقصود ہی نہیں، بلکہ مطلق اللہ کی عظمت کا بیان مقصود ہے، تو بس اللہ اپنی مخلوقات کا ذکر فرما رہا ہے، اسے تدریجی بیان

ماننے پر کیوں اصرار کیا جائے؟ ربا قرینہ تو وہ بھی موجود ہے! معاملہ اشد خلق کا ہے، تو پہلے آسمان کا ذکر کیا گیا، "اس کے بعد" زمین کا ذکر!! یعنی کہا یہ جارہا ہے کہ "تمہارا پیدا کرنا زیادہ دشوار ہے یا آسمان کا جسے اللہ نے بنایا۔۔۔ پھر اس کے بعد زمین کو اللہ نے بچھایا؟" تو اس میں کس عقل مند کو ترتیب تخلیق نظر آرہی ہے؟ یہی حال وہاں بھی ہے! یعنی اگر سارے کام ایک ساتھ چل رہے ہوں، تب بھی کوئی عجیب بات نہیں! غرض یوں سمجھ لیں یا یوں، تعارض و تضاد کہیں سے بھی نہیں بن رہا!! سوائے اس کے آپ یہاں بھی زبردستی کریں اور وہاں بھی!!

Like · 162 · November 3 at 10:04pm



Mirza Ahmed Wasim Beg

(11)

//اب سورة حم سجده کے مطابق ترتیب یوں ہوئی:

1- تخلیق ارض 2- متعلقات ارض (جس میں دحو، ارساء، برکت اور تقدیر اقوات سب کو شامل کر لیجئے) 3- تسویہ سما

اور سورة النازعات کے مطابق ترتیب یوں ہے:

1- تسویہ سما (رفع سمکھا فسواھا) پھر اس کے بعد 2- تخلیق ارض (جسے قرآن نے دحو کہا ہے) اور پھر اس کے بعد 3- اخراج لماء من الارض اور ارساء الجبال اور ان دونوں ترتیبوں میں فرق بالکل نمایاں ہے۔ اس لئے میرے نزدیک آپ کی اس قدر محنت کے باوجود تضاد جوں کا توں اپنی جگہ پر قائم و دائم ہے۔//

یقیناً یہ ترتیب آپ کی زبردستی ہی کا شاہکار ہے، جیسا کہ اوپر تفصیل سے اس کا رد کیا گیا! بھلا جب واو ترتیب کے لئے نہیں آتا، تو تخلیق ارض کے بعد متعلقات ارض کس دلیل سے درج کیے گئے؟

دوسری زبردستی آپ نے نازعات میں تخلیق ارض کے لفظ زبردستی شامل کرکے، اوپر سے ایک اور زبردستی کی کہ تخلیق کو قرآن نے دحو کہا ہے!! برگز نہیں کہا!! آپ ایک بھی شاید نہیں پیش کرسکتے!! اور تناقض و تضاد پر مبنی زبردستی کا ایک اور کارنامہ یہ کہ دو سطر قبل خود دحو کو متعلقات ارض میں مابعد التخلیق شمار کیا!! تیسری زبردستی، اخراج ماء و مریعی کو دحو سے الگ مرحلہ شمار کیا، جناب اگر عربی اسلوب سے واقف ہیں، تو آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اگر ایسا ہوتا تو "واخرج منها۔۔۔" کہا جاتا، اخرج منها صاف طور پر ماقبل ہی کی تشریح ہے!!

Like · 150 · November 3 at 10:05pm



Mirza Ahmed Wasim Beg

(12)

//جلیں تاکہ آپ بھی یہ نا سمجھیں کہ میں نے "یوم و رک" کے بغیر ہی اعتراض کر دیا ہے آپ کی خدمت میں مستدرک ابن حاکم کی یہ روایت پیش خدمت ہے جس سے ترتیب تخلیق خوب واضح ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں تخلیق کو باقاعدہ دنوں پر تقسیم کرکے بیان کیا گیا ہے، جس کی وضاحت کے بعد آپ کی بیان کردہ ترتیب تو بالکل ہی غلط ثابت ہو جاتی ہے، اور اب یہ کام آپ کا ہوگا کہ ترجمان القرآن خبر الامۃ کا قول زیادہ قابل قبول ہے کہ رسول اللہ کا قول:

[ص: 409] 1543 - بیان خلق السماوات والأرض وآدم

4050 - أخبرنا أبو سعيد أحمد بن محمد بن عمرو الأحمسي بالكوفة ، ثنا الحسين بن الربيع ، ثنا حماد بن السري ، ثنا أبو بكر بن عياش ، عن أبي سعيد ، عن عكرمة ، عن ابن عباس - رضي الله عنهما - أن اليهود أتت النبي - صلى الله عليه وآله وسلم - فسألته عن خلق السماوات والأرض ، فقال : " خلق الله الأرض يوم الأحد والاثين ، وخلق الله الجبال يوم الثلاثاء وما فيهن من منافع ، وخلق يوم الأربعاء الشجر والماء والمدائن والعمران والخراب فهذه أربعة ، فقال عز وجل : (أننكم لتكفرون بالذي خلق الأرض في يومين وتجعلون له أندادا ذلك رب العالمين وجعل فيها رواسي من فوقها وبارك فيها وقدر فيها أقواتها في أربعة أيام سواء للسائلين) ، وخلق يوم الخميس السماء ، وخلق يوم الجمعة النجوم والشمس والقمر والملائكة الخ هذا حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه .

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے ہی مروی ہے کہ یہودی، رسول اللہ کے پاس آئے اور ان سے تخلیق آسمان و زمین سے متعلق سوال کیا۔ تو رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ نے پیر اور منگل کے دن زمین کو تخلیق کیا، اور پہاڑوں اور ان میں موجود منافع کو منگل کے دن، اور بدھ کے دن درخت، پانی، شہر، آبادی و بربادی، تو یہ چار دن ہوئے، جیسے کہ قرآن میں اللہ نے کہا کہ (أننكم لتكفرون بالذي خلق الأرض في يومين وتجعلون له أندادا ذلك رب العالمين وجعل فيها رواسي من فوقها وبارك فيها وقدر فيها أقواتها في أربعة أيام سواء للسائلين) اور جمعرات کے دن آسمان کو پیدا کیا، اور جمعہ کے دن ستارے، سورج، چاند اور فرشتے پیدا کئے۔ لیجئے جناب آپ کا قائم کردہ تمام تر مقدمہ اس حدیث نے ڈھیر کر دیا۔//

گزارش ہے کہ بحث کو اس کی حدود میں رکھیں، آپ کا مقدمہ قرآن کے اندر تضاد

دکھانا ہے، نہ کہ قرآن اور احادیث میں تضاد دکھانا!! لہذا روایات سے میرا مقدمہ ڈھیر کرنے کے چکر میں آپ اپنا ہی مقدمہ ڈھیر کر رہے ہیں! ربی روایت تو مختصر جواب اس کا بھی سن لیجئے، کہ ضعیف ہے! ذہبی نے مستدرک حاکم پر اپنی تعلیق میں حاکم کے قول کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے: "ابو سعید البقال قال ابن معین: لا یکتب حدیثہ." تو جناب اس کی سند میں ایک راوی ابو سعید سعید بن المرزبان البقال ہے، جو جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ لہذا آپ کا بلڈوزر خود آپ پر ہی آ رہا! 😊 ختم شد

Like · 170 · November 3 at 10:06pm · Edited



Ayaz Nizami

جواب نمبر 2 ---- کمٹ نمبر 7 کا جواب
(4) رفق و فتق کا آپ نے خود ہی اس سلسلہ تخلیق کی ترتیب سے جوڑا، اس لئے ذکر کرنا پڑا، اور سلسلہ تخلیق سے رتق و فتق کا کوئی تعلق نہ ہونے پر کسی حدیث اور تفسیر کی ضرورت بھی نہیں کیونکہ آیت کے ابتداء میں ہے کہ او لم یر الذین کفروا (کیا کافروں نے نہیں دیکھا) خود قرآن کے یہ الفاظ اس بات کا ثبوت ہیں کہ رتق و فتق کا فعل تخلیق سے کوئی تعلق نہیں۔ وجہ اصرار پہلیے بھی بیان کر دی تھی اب پھر دہرا دی ہے کہ وجہ اصرار قرآن کے الفاظ او لم یر الذین کفروا ہیں۔ لغت میں جسے رتق کے معنی جیسے جڑنا مذکور ہے اسی طرح بند ہونا بھی ہے، نیز فتق کا معنی بھی لغت میں دیکھ لیجئے جس کے واضح معنی درست کرنا، اصلاح کرنا ہے، اس لئے ب سیاق و سباق بھی یہی دلالت کر رہا ہے کہ یہاں تخلیق کا عمل نہیں بلکہ زمین و آسمان میں ایک خرابی کے بعد اس کی درستگی اور اصلاح کی ہے جو بارش اور زراعت کی صورت میں عمل پذیر ہوئی۔ اولم یر الذین کفروا کے الفاظ پر ضرور غور کیجئے گا۔

Like · 91 · November 4 at 1:40am



Ayaz Nizami

جواب کمٹ نمبر 8
(5)
تخلیق کے تمام مراحل کو عمل تخلیق کے تدریجی مراحل ماننا کوئی زبردستی کی بات نہیں ہے۔ عام فہم بات ہے کامن سینس ہے، ایک مجسمہ ساز محض پتھر کے ٹکڑے کو جس پر محض ابتدائی کام کیا گیا ہو اپنی تخلیق بطور مجسمہ قرار نہیں دے سکتا اور نہ ہی کوئی ذی شعور انسان اسے مکمل تخلیق تسلیم کرے گا۔ جب تک کہ وہ اس کا تسویم (Finishing) نہ کر لے، اس طرح محض زمین کے مادہ کی تخلیق کو محض مادہ کی تخلیق تو کہا جا سکتا ہے، لیکن زمین کی تخلیق اسی صورت قرار دیا جائے گا جب اس مادے سے زمین کی شکل برآمد ہوگی، اسی طرح محض دھان کو آسمان کا مادہ تو کہا جا سکتا ہے، لیکن آسمان نہیں، آسمان اس وقت قرار دیا جائے گا جب آسمان کی شکل نکل آئے گی۔ یعنی باقی اشیاء سے اسے ممتاز کرنا ممکن ہو جائے گا۔ اس لئے محض دھان سے تخلیق آسمان اور مادہ زمین سے تخلیق زمین کا عمل اسی وقت پایہ تکمیل تک پہنچے گا جب تسویم اور دھو تک صدور ہو، تبھی تخلیق آسمان اور زمین کو مکمل قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہ تو آپ کا اصرار ہے کہ تخلیق الگ عمل ہے اور تسویم و دھو الگ عمل ہے، جبکہ میں اپنی بات کی تائید میں تفسیر جلالین کی عبارت نقل کر چکا ہوں۔ اس لئے یہ کوئی میرا ذاتی موقف نہیں ہے۔

تو جناب تضاد خود قرآن کے بیان کردہ تخلیق کے مراحل میں ہے جیسے پوسٹ میں واضح کیا گیا کہ سورۃ حم سجدہ میں تخلیق کے مراحل کی ترتیب کچھ اور ہے، اور سورۃ نازعات میں تخلیق کے مراحل کی ترتیب کچھ اور ہے، اس لئے تضاد اپنی جگہ موجود ہے۔ (ترتیب پر کیوں اصرار ہے اس کا جواب اگلے کمٹ میں آئے گا)

Like · 85 · November 4 at 2:09am · Edited



Ayaz Nizami

جواب کمٹ نمبر 9
(6)
تخلیق کے مراحل کی ترتیب کے بارے میں میرا استدلال خود قرآن کی آیات سے ہی ہے، یہ ترتیب میں بیان نہیں کر رہا بلکہ خود قرآن نے ترتیب بیان کی ہے اور احادیث سے بھی اسی ہی ترتیب کی تائید ہوتی ہے۔ مفسرین نے بھی یہاں ترتیب میں تضاد پر گفتگو کی ہے۔ القرآن یفسر بعضہ بعضا کے اصول کے تحت سورہ بقرہ کی آیت نمبر 29 کو دیکھ لیجئے:
هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (۳۹)
اللہ وہ ہے جس نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لیے پیدا کیا، پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا تو انہیں سات آسمان بنایا اور وہ ہر چیز جانتا ہے۔

یہاں بھی قرآن کے الفاظ سے ہی واضح ہے کہ اللہ زمین کی تخلیق، زمین کو بچھانے، پانی نکالنے، سبزہ اگانے (خلق لکم ما فی الارض جمیعا) یعنی زمین کی تخلیق کی تکمیل سے فراغت کے بعد آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور ان کا تسویہ کیا۔ قرآن میں یہاں بھی لفظ ثم کا استعمال کیا اگر صرف واو استعمال کیا ہوتا تو آپ کہہ سکتے تھے کہ یہاں ترتیب مقصود نہیں ہے، لیکن ثم کا لفظ تو ترتیب کیلئے ہی استعمال ہوتا ہے۔ جاء زید و عمرو، اور جاء زید ثم عمرو میں لفظی و معنوی فرق تو بالکل واضح ہے۔

اسی طرح سورۃ نازعات میں و الارض بعد ذالک دحاها کے الفاظ صراحتاً ترتیب پر دلالت کر رہے ہیں۔

اس لئے ترتیب سے اجتناب آپ کی زبردستی ہے، ورنہ قرآن نے تو واضح طور پر جہاں بھی تخلیق زمین و آسمان کی بات کی ہے وہاں ترتیب ضرور بیان کی ہے، اور اس ترتیب میں تضاد واضح اور نمایاں ہے۔

Like · 91 · November 4 at 2:26am



Ayaz Nizami

جواب کمنٹ نمبر 10

(7)

یہ تسلیم کرنے کے بعد بھی ثم تراخی (delay) کیلئے آتا ہے آپ کا یہ کہنا کہ ثم سے استدلال کر کے میری کشیدہ کاری مکمل نہیں ہوتی واضح طور پر قرآن میں تضاد واضح ہو جانے کے بعد اس تضاد سے صرف نظر کا ایک بہانے سے زیادہ کچھ نہیں۔ تخلیق کی ترتیب پر اوپر کے کمنٹس میں دلائل دے چکا ہوں۔ اگر ان کے باوجود بھی ان آیات میں ترتیب کے وجود سے انکار ہے تو اگلی باری میں اس بابت مزید استدلال بھی پیش کروں گا۔

ترتیب کے بارے میں آپ کا سارا زور قرآن کی بیان کردہ ترتیب کے مقابلے میں اپنی بیان کردہ ترتیب کو ترجیح دینے پر ہے۔ ترتیب تو آپ بھی بیان کر رہے ہیں، لیکن تضاد رفع کرنے کیلئے قرآن کی بیان کردہ ترتیب لینے کے بجائے اپنی ذاتی خانہ ساز ترتیب پر آپ کا اصرار ہے اور ظاہر ہے قرآن کی بیان کردہ ترتیب کی اصلاح نہیں کریں گے تو پھر تضاد کیسے رفع ہوگا۔ فلیتدبر۔

Like · 80 · November 4 at 2:47am



Ayaz Nizami

جواب کمنٹ نمبر 11

(8)

پھر وہی تکرار کہ یہ میری زبردستی کی بیان کردہ ترتیب ہے۔ جناب آپ بھی تو اپنی ہی بیان کردہ ترتیب پیش کر رہے ہیں، اور قرآن کی بیان کردہ ترتیب کو ہی درست کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، میں جو ترتیب بیان کر رہا ہوں اس ترتیب کا استدلال خود قرآن کی آیات سے ہے جیسا اوپر کے کمنٹ میں بیان کیا۔ سورۃ بقرہ کی آیت 29 اور سورۃ حم سجدہ کی آیات میں آپ کے نزدیک ترتیب بیان نہیں کی گئی ہے اور اگر ترتیب یوں ہو کہ پہلے زمین بنائی گئی پھر آسمان کا تسویہ کیا گیا اور پھر زمین کا دحو ہوا تو آپ کے نزدیک یہ ترتیب درست ہے۔ آپ خود ذرا غور کیجئے کہ آپ کس بنیاد پر اپنی بیان کردہ ترتیب کو مستند قرار دے رہے ہیں اور قرآن کی ترتیب کو سرے سے ترتیب ہی ماننے سے انکاری ہیں؟ بیان ترتیب کیلئے آپ کے نزدیک کیا امور ضروری ہیں؟ میں بھلا کب واو سے ترتیب ثابت کر رہا ہوں، میں تو ثم کے لفظ سے ترتیب کے بیان پر استدلال کر رہا ہوں۔

دوسری زبردستی کا الزام جو آپ نے مجھ پر لگایا ہے وہ زبردستی بذات خود سورۃ حم سجدہ کی آیات 9 تا 11 میں اور سورۃ بقرہ کی آیت 29 میں مذکور ہے۔ جہاں تمام تر تخلیق کو ایک ساتھ بیان کیا ہے، جب دحو خود تخلیق کا ہی ایک مرحلہ ہے تو اسے تخلیق کہنے میں کیا مانع و حارج ہے؟

تیسری زبردستی کے الزام کا تو جواب دینے کو بھی جی نہیں چاہ رہا۔ کیا دحو کے بغیر اخراج الماء و مرعیٰ اور ارساء الجبال ممکن ہے؟ یا ان امور کا صدور دحو کے بعد ہی ہوگا؟ ذرا سوچئے تو سہی۔

Like · 81 · November 4 at 3:10am



Ayaz Nizami

جواب کمنٹ نمبر 12

(9)

جناب آپ نے اپنے استدلال کے تائید کیلئے ایک حدیث بیان کی، اس لئے اگر میں نے قرآن کی ترتیب کے بارے میں استدلال کیلئے ایک حدیث پیش کر دی تو اس میں بھلا کیا خرابی؟ کیا آپ کے ہاں حدیث کو وحی غیر متلو نہیں مانا جاتا؟ اس لئے قرآن کے تضاد کے ثبوت کے طور پر اگر کسی حدیث سے مجھے استدلال پیش کرنا پڑا تو ضرور کروں گا۔

اب رہی بات اس حدیث کے ضعیف ہونے کی اس بارے میں کچھ گذارشات عرض

کروں گا کہ حدیث کے ضعیف ہونے کا مطلب کسی بھی محدث کے نزدیک یہ نہیں کہ وہ قول رسول نہیں ہو سکتا، ضعیف حدیث کا قصور صرف اتنا ہوتا ہے کہ اسے محدث تک پہنچنے میں درمیاں میں کوئی ضعیف راوی میسر آگیا اور ثقہ راوی میسر نہ ہو سکا، دوسری بات حدیث ضعیف کو مسترد اس وقت کیا جاتا ہے جب اس سے کوئی فقہی حکم ثابت کرنا ہو، اگر ایک ہی حکم سے متعلق دو متضاد روایات سامنے آئیں مثلاً ما مستہ النار کے تناول کے بعد وضو کا حکم ----- تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ احادیث متعارض ہیں تو وہاں یہ دیکھا جائے گا کہ کون سی حدیث زیادہ صحیح اور حسن ہے اور کون سی ضعیف، وہاں ضعیف سے استدلال نہیں کیا جائے گا، واقعات کے بیان میں جب تک اس کے خلاف کوئی روایت نہ ہو تو اسے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں، رسول اللہ نے تو یہاں تک اجازت مرحمت فرمائی کہ "بلغوا عني ولو آية، وحدثوا عن بني إسرائيل ولا حرج، ومن كذب علي متعمداً، فليتبوأ مقعده من النار." تو حدیث ضعیف سے عدم استدلال فقہی مسائل میں ہوتا ہے وہ بھی جبکہ اس کے مقابل حدیث حسن موجود ہو، تاریخ اور قصص کے باب میں یہ اصول نہیں ہے۔

تیسری بات کہ یہی روایت جو میں نے پیش کی جس سے باقاعدہ ایک ایک دن کی وضاحت کے ساتھ تخلیق کی ترتیب بیان کی گئی ہے، یہ روایت صرف اسی طریق سے نہیں بلکہ متعدد طرق سے مروی ہے۔ عند الطلب وہ تمام روایات بھی بمعہ سند مہیا کی جا سکتی ہیں۔ نیز رواۃ حدیث میں جب امام مالک، یحییٰ بن معین جیسے جلیل القدر محدث جرح کے نشتر سے نہ بچ سکے تو باقیوں کا تو ذکر ہی کیا۔ چوتھی بات یہ کہ مستدرک ابن حاکم میں مذکور احادیث سے متعلق محدثین ہی کی صراحت ہے کہ جس حدیث کے بارے میں ابن حاکم خود صراحت کر دیں کہ ہذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاه، تو وہ حدیث صحیح ہوگی اور شیخین کی شرط پر ہوگی۔ اس مذکورہ حدیث پر ابن حاکم کا یہی قول ہے جو میں نے حدیث کے ساتھ نقل کیا تھا۔ اور جن احادیث پر انہیں یہ تصریح کی نوبت نہیں آئی اور وہ اس کام کی تکمیل سے قبل ہی انتقال پاگئے ان کا معاملہ الگ ہے، کہ ان احادیث کے بارے میں تفحص کیا جائے گا۔ باقی آپ کو بہت اچھی طرح علم ہی ہے کہ مستدرک لکھنے کی ضرورت ہی کیوں پیش آئی تھی۔ اس سے بھی مستدرک ابن حاکم کی اہمیت و صحت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ (ان گذارشات کو جملہ معترضہ سمجھ کر نظر انداز کر دیجئے گا، لیکن اگر کچھ ارشاد فرمانا چاہیں تو بسر و چشم)

Like · 83 · November 4 at 3:46am



Ayaz Nizami

ایک گذارش یہ کرنی تھی کہ میں اپنا موقف ثابت کرنے میں کامیاب ہوا یا نہیں ہوا، یا آپ اپنا موقف ثابت کرنے میں کامیاب ہوئے یا نہیں ہوئے، اس کا فیصلہ سمجھ دار قارئین کو خود کرنے دیجئے۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے بارے میں کسی بھی قسم کا کوئی فیصلہ سنانے سے اجتناب ہی کریں تو مناسب رہے گا۔ اگر کوئی ملحد اس مباحثے کے بعد مسلمان ہو جاتا ہے تو مجھے بہت خوشی ہوگی کہ اس نے اپنا ایک ذاتی اختیار استعمال کیا، اور اگر اس کے برعکس کسی مسلمان کے ذہن میں شکوک و شبہات پیدا ہوئے تو وہ براہ راست آپ سے رابطہ کر کے اپنے شکوک و شبہات رفع کرا سکتا ہے، اس کے ایمان کی سلامتی پر بھی مجھے خوشی ہی ہوگی۔

Like · 122 · November 4 at 3:54am



Mirza Ahmed Wasim Beg

بسم الله الرحمن الرحيم

جواب نمبر 3

(13)

عجیب بات ہے کہ آج آپ کے کمنٹس میں سوائے پرانی باتوں کی تکرار اور بلا دلیل ان پر اصرار کے کچھ نہیں، وہ باتیں جن کا وضاحت کے ساتھ جواب عرض کر دیا گیا ہے.. اگر کچھ نئی چیزیں ہیں بھی تو وہ کچھ ایسے بلنڈر ہیں، جو موضوع سے دور کا بھی واسطہ نہیں رکھتے..

جناب اگر نہیں دفاع کرسکتے تو صحت مند طرز عمل یہ ہے کہ اپنی غلطی کو تسلیم کر لیں، ہم آپ کو جدید اعتراض کا موقعہ دے دیں گے، مگر ہمارے دلائل کو بالکل نظر انداز کر کے آپ اپنی ہی سنائے جاتیں اور بار بار انہیں باتوں کو دہرائے جاتیں جن کی بہت اچھی طرح تردید کی جاچکی ہے تو اسے مکالمہ تو نہیں کہہ سکتے، خود کلامی البتہ کہا جاسکتا ہے...

کمنٹ نمبر 4 کا جواب

آپ نے اپنے اصرار کی جو وجہ بتائی اس کا جواب جو ہم دے چکے، اسے بو بہو نقل کرتے ہیں:

"آپ کا یہ فرمانا کہ اولم یر الذین کفروا کے الفاظ دلالت کر رہے ہیں کہ یہ کوئی قابل مشابہہ عمل تھا! لغت اور قرآن دونوں سے تجاہل عارفانہ ہے!! رؤیت لغت میں برگز صرف سر کی آنکھوں سے دیکھنے کا نام نہیں!! قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات پر

غور فرمائیں:

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طَبَاقًا (اب کیا آپ کہیں گے کہ سات آسمانوں کی طبق در طبق تخلیق بھی قابل مشاہدہ عمل تھی؟؟)

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ (اور واضح ہے کہ اصحاب فیل کا واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے کا ہے)

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ (عاد کے ساتھ رب نے جو کیا، اس کا مشاہدہ بھی کسی نے نہیں کیا! ہاں، اس کے آثار وہ ضرور دیکھ سکتے تھے!! اسی طرح اللہ نے زمین و آسمان کو جدا کر کے زندگی کے لائق بنایا، اس کا مشاہدہ بھی وہ کرسکتے تھے!!)

اور مثالیں اس کی بکثرت ہیں!! ((أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ، أَلَمْ تَرَ إِلَى الْمَلَأِ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَى إِذْ قَالُوا لَنَبِيِّ لَّهُمْ إِنَّا بُعِثْنَا لَنُقَاتِلَ ، أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللَّهُ الْمُلْكَ ، وغيره))

اب آپ بتائیں کہ کیا یہی مکالمہ ہے کہ آپ سامنے والے کے دلائل کا رد کیے بغیر انہیں سرے سے نظر انداز کر کے لکیر پیٹتے رہیں؟ اور رتق کے معنی ملے ہوئے اور جڑے ہوئے کے ہی ہیں، اور اسی طرح فتق کے معنی پھاڑنے اور جدا کرنے کے ہی ہیں..

آئیے عربی کی دو اہم ترین لغات کے حوالے آپ کی نذر کرتے ہیں:
فتق کے معنی

ابن منظور کہتے ہیں:

فَتَقَهُ يَفْتُقُهُ وَيَفْتُقُهُ فَتَقًا: شَقَهُ: (لسان العرب (10/ 296))

جوہری کہتے ہیں:

فَتَقْتُ الشَّيْءَ فَتَقًا: شَقَقْتَهُ. (الصاحح للجوهري (4/ 1539))

فتق کا معنی پھاڑنا، شق کرنا!

رتق کے معنی

ابن منظور کہتے ہیں:

رَتَقَ: الرَّتْقُ: ضِدُّ الْفَتَقِ. ابْنُ سَيِّدَةَ: الرَّتْقُ إِلْحَامُ الْفَتَقِ وَإِصْلَاحُهُ. رَتَقَهُ يَرْتُقُهُ وَيَرْتُقُهُ رَتْقًا فَارْتَقَى أَيِ التَّامَ. (لسان العرب (10/ 114))

:

رتق، فتق کی ضد ہے، ابن سیدہ کہتے ہیں، فتق (شگاف) کو جوڑنا، ملانا، یا بھرنا، اور اس کی "اصلاح" کرنا (واضح رہے کہ یہ اصلاح عربی والا ہے، ہم اردو میں کسی جگہ پڑے شگاف یا دراڑ کو بنانے کے لئے عام طور پر اصلاح کا لفظ استعمال نہیں کرتے، بلکہ ٹھیک کرنا، درست کرنا استعمال کرسکتے ہیں، اور وہیں یہاں مراد ہے)! اسی سے ہے رتق – فارتق ، اس نے اسے ملایا تو وہ مل گیا۔

جوہری کہتے ہیں:

الرَّتْقُ: ضِدُّ الْفَتَقِ. وَقَدْ رَتَقْتُ الْفَتَقَ أَرْتُقُهُ، فَارْتَقَى، أَيِ التَّامَ، وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى: {كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا} (الصاحح للجوهري (4/ 1480))

رتق فتق کی ضد ہے، عربی میں رتق الفتق فارتق کہا جاتا ہے، جس کے معنی ہیں (میں نے پھٹن کو ملایا تو) مل گیا! اسی سے اللہ رب العالمین کا قول ہے، کاننا رتقا ففتقناهما

فتق کا معنی ہمیں اصلاح کہیں نہیں ملا، اسی طرح رتق کا معنی بند ہونا نہیں ملا، چلیں اردو میں بند ہونے کے ایک معنی وہ بھی ہیں، جو رتق پر صادق آسکتے ہیں، یعنی جو جوڑنے اور ملانے سے قریب ہیں، لیکن یاد رہے کہ اردو میں بند ہونے کے ایک دوسرے معنی بھی ہیں، یعنی رکنا، یہ معنی کہیں بھی مذکور نہیں ہیں، اور آپ نے قارئین کو اسی معنی کا شبہ دلانے کی کوشش فرمائی ہے!!

اور فتق کے معنی اصلاح کرنے پر تو ہم آپ کے لئے کوئی عذر سرے سے نہیں پاتے!! آپ نے جان بوجھ کر اسے رتق کے معنی سے اٹھا کر فتق پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے، ناکہ لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک سکیں، فتق کے معنی اصلاح آپ برگز کہیں سے نہ دکھا سکیں گے!!

پس یہ ان لفظوں کے اصل معنی ہیں، جس نے بھی بارش نہ ہونے اور زمین بنجر ہونے والی بات کہی ہے، (اور ہم نے انکار نہیں کیا کہ کہی ہے) ان اصلی لغوی معنوں کا اعتراف کرتے ہوئے، اور ان کی تاویل کرتے ہوئے کہی ہے!! ورنہ سیاق صاف طور پر بدء خلق کا ہے!

ان مسائل پر تنبیہ اس لئے ضروری تھی کہ آپ کے بلنڈرز کا پول کھولا جاسکے، اور برگز کوئی پڑھنے والا اس سے گمراہ نہ ہوا!

Like · 130 · November 5 at 1:07am · Edited



Mirza Ahmed Wasim Beg

(14)

کمٹ نمبر 5 کا جواب

جناب والا! لفظ تخلیق پر ہماری بحث خالص لسانیاتی معاملہ ہے، لہذا یہاں کامن سینس کا جھانسنہ دینا کامن سینس کی کمی ہے! یہاں بھی میں نے قرآنی اسلوب پر خود قرآن ہی سے واضح شواہد پیش کیے تھے، اور ظاہر ہے کہ قرآن کے زبان و بیان اور اسلوب کو سمجھنے کے لئے قرآنی شواہد سے قوی تر کیا چیز ہوسکتی ہے؟؟ مگر آپ نے انہیں بالکلیہ نظر انداز کردیا، آخر کیا مکالمہ مکالمہ کی اوچھی دلیل سے آپ کیوں اسے خود کلامی بنانا چاہتے ہیں؟؟ ایک آدھ جگہ ہو تو چلیں کچھ مارجن دیا جاسکتا ہے، مگر آپ مسلسل ہمارے دلائل کو نظر انداز کرکے اپنی ہی کہانی سنانے میں مگن ہیں!! آخر اس کو ہم کیا سمجھیں؟؟ کیوں بار بار پرانی باتیں دہرا رہے ہیں؟؟

یہ لیجئے کل والے شواہد، یہاں مزید وضاحت کے ساتھ پیش کرتا ہوں:
{الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ} [الانفطار: 7]

جس نے تجھے "خلق" کیا پھر تجھے ٹھیک کیا پھر تجھے برابر کیا

{الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى} [الأعلى: 2]

جس نے "خلق" کیا پھر ٹھیک ٹھاک بنایا

{وَأَدَّ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِأَذْنِي فَتَنفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِأَذْنِي} [المائدة: 110]
اور جب کہ تم میرے حکم سے گارے سے ایک شکل "خلق" کرتے تھے جیسے پرندے کی شکل ہوتی ہے پھر تم اس کے اندر پھونک مار دیتے تھے جس سے وہ پرندہ بن جاتا تھا میرے حکم سے

{أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا} [آل عمران: 49]

میں تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانی لایا ہوں، میں تمہارے لئے پرندے کی شکل کی طرح مٹی کا پرندہ "خلق" کرتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے
"معلوم ہوا کہ تخلیق صرف عدم سے وجود میں لانے کو بھی کہتے ہیں، صرف ڈھانچہ بنانے کو بھی کہتے ہیں... اور تسویہ وغیرہ اس کے بعد کا مستقل مرحلہ شمار ہوتے ہیں..."

یہ شواہد کل پیش کیے گئے تھے، کچھ مزید شواہد ملاحظہ فرمائیں:

{وَلَا يَجِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمَنَّ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ} [البقرة: 228]

اور اگر وہ اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتی ہیں تو ان کے لئے جائز نہیں کہ خدا نے جو کچھ ان کے رحم میں "خلق" کیا ہے اس کو چھپائیں
یہاں دیکھیں کہ رحم میں موجود جنین جو واضح طور پر ادھوری مخلوق ہے کے لئے خلق اللہ کا لفظ استعمال ہوا!!!

اور یہ لیجئے، تم کی تراخی پر کچھ یہاں بھی کلام فرمائیے:

{خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ} [آل عمران: 59]

اس نے (پہلے) مٹی سے ان کا قالب "تخلیق" کیا پھر فرمایا کہ (انسان) بوجاؤ تو وہ (انسان) ہوگئے

یہ لیجئے، آدم کی تخلیق کب مکمل ہوئی؟؟ جب وہ انسان ہوگئے، مگر اس سے پہلے صرف مٹی کے قالب کی تخلیق کے لئے جس میں روح پھونکنے کا مرحلہ ابھی باقی تھا خلق کہا گیا، پھر "ثم" سے اس پر کن فیکون کے مرحلے کا عطف کیا گیا!!

قرآن کے اسلوب پر قرآن سے ان واضح شواہد کے بعد آپ کی رٹ کو کیا کہا جائے کہ تخلیق مکمل تخلیق ہی کو کہا جاسکتا ہے؟؟؟

آپ کی مثالیں اس لائق ہی نہیں ہیں کہ ان پر کلام کیا جائے، اس لئے کہ قرآن کے زبان و بیان پر قرآنی شاہد سے بڑھ کر کوئی چیز ہو ہی نہیں سکتی!!
آخر پرانی ہی باتوں کے اس گھماؤ پھراؤ کا کیا مطلب ہے؟؟؟

اور آپ کی یہ بات کہ (تخلیق اسی وقت کہا جائے گا جب) "یعنی باقی اشیاء سے اسے ممتاز کرنا ممکن ہو جائے گا" چلیں ہم اس پر بھی صاد کر لیتے ہیں!! تو ہم نے کب کہا کہ ابتدائی مرحلے میں زمین کی تخلیق میں اس کا دیگر اشیاء سے ممتاز کرنا ممکن نہ تھا؟؟ نہیں بلکہ زمین ممتاز ہوگئی تھی دوسری چیزوں سے اور اس پر ان تمام چیزوں کی اصل رکھ دی گئی تھی، جنہیں بعد میں نکالا اور سجایا اور پھیلایا اور لائق استعمال بنایا گیا!!!!

الجہا بے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا!

لہذا بلاشبہ خوف تردید کہا جاسکتا ہے کہ آپ کا ارشاد "جب تسویہ اور دحو تک صدور ہو، تبھی تخلیق آسمان اور زمین کو مکمل قرار دیا جا سکتا ہے" نری زبردستی ہے، اور ایک ایسی بات کی رٹ ہے، جسے ہم نے دلیلوں کے ذریعے کب کا ڈانٹا مٹا کر دیا!
اور جلالین کی عبارت کا جواب بھی ضمناً آگیا تھا، مگر جب آپ بار بار اس سے لوگوں کو دھوکہ دینا چاہ رہے ہیں تو اس کی وضاحت بھی سن لیجئے!! صاحب جلالین کے قول

میں آپ کے دعوے کی کوئی تائید نہیں!! تخلیق کے مراحل ہونے کا ہم نے بھی انکار نہیں کیا، البتہ اس دعوے کو دلائل سے رد کیا ہے کہ تخلیق کا اطلاق اسی وقت ہوگا جب دحو وتسویہ ہو جائے!! جو ایک نرا تحکم اور مکابرہ ہے!!
ہم نے پہلے بھی کہا تھا اب پھر کہتے ہیں، یہ مراحل تخلیق کا حصہ ہیں لیکن "... بر جگہ تخلیق سے یہ تمام مراحل مراد ہوں یہ ضروری نہیں..."

Like · 128 · November 4 at 9:24pm



Mirza Ahmed Wasim Beg

(15)

سورہ حم سجدہ اور نازعات کی آیات میں تضاد محض آپ کا دعویٰ ہے، جسے برگز آپ ثابت نہ کرسکے!! بھلا ایک ہی چیز کے اندر ایک ہی وقت اور جگہ میں ایک ہی جہت سے اجتماع النقیضین کہاں آپ ثابت کرسکے؟؟ آپ کی زبردستیوں اور بلا دلیل اصرار سے کچھ ثابت نہیں ہوسکا!!

کمنٹ نمبر 6 کا جواب:

وہی پرانی بات کہ آپ کی مزعومہ ترتیب قرآن بیان کر رہا ہے، جس کی بار بار واضح انداز میں تردید کی جاچکی، آپ کے بیان کردہ ایک ایک مرحلے پر کھل کر کلام کیا گیا، اور آپ کی شعیبہ بازیوں کے سارے حجابات کو تار تار کیا گیا!! ہماری تردید اور تردیدی دلائل پر تو آنجناب نے کوئی کلام فرمایا ہی نہیں، بس ہٹلر کی طرف منسوب اس قول ہی کو مستقل حرز جاں بنائے ہوئے ہیں کہ جھوٹ کو اتنی بار بولو کہ لوگ اسے سچ مان لیں!! ارے جناب! آیات سے آپ کا استدلال اور کشید کاری ثابت کب ہوئی؟؟ آیات آپ کی بیان کردہ ترتیب کی متحمل کب ہیں؟ کیا ہم نے کھول کھول کر اس کی وضاحت نہیں کردی؟؟

اب آپ ایک نئی آیت سورہ بقرہ کی لے کر آئے ہیں تو پھر سن لیں، اس میں بھی کہیں دحو کا ذکر نہیں ہے کہ آپ اسے نازعات کی آیت سے ٹکرانے کی سعی فرمائیں!! ہاں جو کچھ بھی زمین پر ہے، اس کو پیدا کردیا گیا تھا! ہر چیز کی اصل رکھ دی گئی تھی!! اس کا دحو یعنی اخراج الماء والمرعی وغیرہ کا یہاں ذکر ہی نہیں!! مگر یہ آپ کی زبردستی ہی ہے کہ آپ اسے بھی نازعات کی آیات سے ٹکرانے کی سعی فرما رہے ہیں
اسی طرح آپ کا یہ فرمانا کہ "سورة نازعات میں و الارض بعد ذالک دحاها کے الفاظ صراحتاً ترتیب پر دلالت کر رہے ہیں۔" اس کا بھی بار بار جواب دیا، ہمارے پچھلے دلائل کا تو کوئی جواب نہیں آیا، دلائل نظر انداز کرنے کے ایک پورا سلسلہ ہے یہاں!! مزید، بعد ذلک اور ثم کی صراحت کے تعلق سے ایک اور چیز ذکر کردوں، چلیں، ہم نے تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لیا کہ ترتیب ہی پر صراحت کر رہے ہیں یہ دونوں کلمات! تو کس نے کہا کہ ترتیب وقوع پر دلالت کر رہے ہیں؟؟ ترتیب بیان کے لئے کیوں نہیں ہوسکتے؟؟ بے کوئی دلیل آپ کے پاس اسے رد کرنے کے لئے؟؟

کمنٹ نمبر 7 کا جواب

سوائے تکرار و اصرار کے ہر چیز ندارد! یہ تسلیم کرنے کے بعد کے میرے دلائل کا جواب دیے بغیر آپ کی ترتیب ثابت ہی کیسے ہوئی؟؟ میں کل کا اپنا کمنٹ نمبر دس پھر کاپی کرتا ہوں، کیونکہ اس میں دیے گئے دلائل سے بھی اور دلائل کی طرح تعرض نہیں کیا گیا، اور ان کو عادت کے مطابق نظر انداز کر کے اپنے استدلال کے صحیح ہونے کی رٹ لگائی جارہی ہے!!

"ثم سے آپ کی کشیدکاری مکمل نہیں ہو رہی، جب تک کہ آپ آیت "قُلْ أَتَنْكُمُ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَندَادًا ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ (۹)" جس میں خلق کو مستقلاً بیان کردیا گیا، اور اگلی آیت میں زمین کے متعلقات کو وا کے ذریعے جمع کیا گیا، "وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِنْ قَوِّهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلنَّاسِ لَيْلِينَ (۱۰)" کو آپس میں زبردستی نہ تھی نہ کریں! اور ان کے یقیناً ایک وقت میں وقوع پذیر ہونے اور درمیان میں فصل نہ ہونے پر بلا دلیل اصرار نہ کر لیں! آپ کے اسی استدلال کے جواب میں میں نے عرض کیا کہ واو سے اگر آپ ایسا کوئی معنی کشید کر رہے ہیں، تو واو اس کا متحمل نہیں ہے!! اور ہم نے جو اسے مؤخر مانا تو نازعات کی اسی آیت کی دلیل سے جسے بڑے زور و شور سے آپ ہی پیش فرما رہے ہیں!! اور لغت برگز اس میں مانع نہیں ہے! اور وقوع میں مؤخر ہونے، جیسا کہ نازعات سے معلوم ہوتا ہے، کے باوجود اس کو یہاں خلق (کو مستقلاً الگ سے ذکر دیے جانے کے بعد، اس کے ساتھ جمع کرنے کی معقول وجہ ہم نے بتائی! (اس کے لئے ہمارے کل کے کمنٹ نمبر چار کے آخری پیرا کی طرف رجوع کیا جائے) اور دنیا کی ہر زبان میں ایسے جملہ ہائے معترضہ کی بھرپور گنجائش موجود ہے!! اس گنجائش پر قدغن زبردستی نہیں تو اور کیا ہے؟؟
ثم حرف عطف ہے، تو اس کا عطف کس پر ہے؟؟ ہم نے بوجہ کہا کہ "خَلَقَ الْأَرْضَ ... پر ہے!! اور زبان و بیان میں اس کی بھر پور گنجائش موجود ہے!!"
میری کسی ایک بات کا بھی آپ نے جواب دیا؟؟ نہیں! بھلا جواب دیا ہی کیا جاسکتا ہے!! جب آپ کا سارا تضاد مفروضہ اور زور زبر دستی پر مبنی ہے!! رہی قرآن کی

بیان کردہ ترتیب تو وہ حکمتوں سے بھرپور ہے، اور اس میں کوئی تعارض بھی کہیں سے کہیں تک نہیں ہے۔

آپ کا یہ بہتان کے میں قرآن کے مقابلے پر اپنی ترتیب بیان کر رہا ہوں نرا مکارہ ہے! ثم اور ترتیب کے تعلق سے اپنے سارے مقدمات کے باوجود، اور مقصود آیات کو بار بار واضح کرنے کے باوجود، میں نے ایک بار بھی انکار نہیں کیا کہ تسویہ سماء خلق ارض کے بعد ہوا ہے جس کا ذکر سورہ بقرہ اور سورہ حم سجدہ میں ہوا ہے! اور نہ اس کا انکار کیا کہ نازعات میں مذکور دحو ارض آسمان کی تخلیق و تسویہ کے بعد ہوا ہے!! تو کون اپنی تھوپ رہا ہے؟؟ میں یا آپ؟؟

میں نے سادے مفہوم میں متعدد سوالات کھڑے کیے، لیکن کسی سے آپ نے تعرض نہیں کیا!!

یہاں رک کر ایک بار پھر میں سوال کرتا ہوں کہ تضاد کسے کہتے ہیں؟؟ تضاد کے بارے میں میں نے کہا کہ جب تک ہم کوئی ایسا معنی لینے پر "مجبور" نہیں ہیں کہ جس سے تضاد لازم آتا ہو، تضاد نہیں کہا جائے گا!! اور یہاں مجبوری تو درکنار، ایک چھوڑ دس آپشن ہیں، مقصود آیات میں کسی سے کوئی فرق نہیں پڑتا!! لیکن آپ کو اصرار ہے کہ نہیں تضاد مان لیا جائے!! آخر کس منطق سے مان لیا جائے؟؟

Like · 115 · November 4 at 9:24pm



Mirza Ahmed Wasim Beg

(16)

کمنٹ نمبر 8 کا جواب

میں ایک بار پھر آپ کے بہتان کو سختی سے مسترد کرتا ہوں کہ میں قرآن کی ترتیب کے ساتھ کوئی چھیڑ چھاڑ کر رہا ہوں!! جناب من! میں نے ایک بار بھی انکار نہیں کیا کہ تسویہ سماء خلق ارض کے بعد ہوا ہے جس کا ذکر سورہ بقرہ اور سورہ حم سجدہ میں ہوا ہے! اور نہ اس کا انکار کیا کہ نازعات میں مذکور دحو ارض آسمان کی تخلیق و تسویہ کے بعد ہوا ہے!! لیکن جو چیز لازم ہے ہی نہیں اسے آپ کی زبردستی سے میں کیوں لازم مان لوں؟؟ آخر میری دلیلوں کو نظر انداز کرتے ہوئے یہ اصرار کچھ تو کہہ رہا ہے!! آپ ایسی چیزوں کو لازمی قرار دلوانا چاہ رہے ہیں جو لازمی ہیں ہی نہیں، اور ایسی چیزوں کو منوانا چاہ رہے ہیں، جو حقیقت کے برعکس ہیں، جیسا کہ اوپر کے کمنٹس میں تفصیل سے میں نے بیان کیا!! تو کون اپنی تھوپ رہا ہے؟؟ میں یا آپ؟؟ آپ نے میرے اس سوال سے تعرض فرمانے کی زحمت نہیں کی کہ "جب واو ترتیب کے لئے نہیں آتا، تو تخلیق ارض کے بعد متعلقات ارض کس دلیل سے درج کیے گئے؟"

سورہ بقرہ سورہ حم سورہ نازعات تینوں مقامات کی واضح لفظوں میں تضاد سے پاک ایسی وضاحت کی جاچکی جس پر کسی ناحیے آپ کوئی ایک بھی مدلل اعتراض نہیں کرسکے!!

آپ نے پوچھا کہ ((جب دحو خود تخلیق کا ہی ایک مرحلہ ہے تو اسے تخلیق کہنے میں کیا مانع و حارج ہے)) تو جواباً عرض ہے کہ دحو تخلیق کا مرحلہ ہے، عین تخلیق نہیں! پس جو تخلیق سورہ بقرہ اور سورہ حم میں تسویہ سماء سے پہلے بیان کی گئی ہے، اس سے اس کا کوئی تعارض نہیں، بلکہ دحو اس تخلیق سے مختلف اور بعد کا مرحلہ ہے! البتہ دحو تخلیق کا مترادف برگز نہیں، جو آپ باوہ کرانا چاہ رہے ہیں، اور جس کے بغیر آپ کا تضاد کا مقدمہ ثابت نہیں ہوسکتا!!!

آپ کا ارشاد ("کیا دحو کے بغیر اخراج الماء و مرعی اور ارساء الجبال ممکن ہے ؟") زبردستی کے اوپر ایک اور زبردستی ہے!! جناب دحو نام ہی ان سارے کاموں کا ہے! زمین کو بچھانا، ہموار کرنا، زندگی کی حامل مخلوقات کے رہنے سہنے کے لئے تیار کرنا، جو کچھ چیزیں اللہ نے تخلیق کے ابتدائی مرحلے میں اس میں رکھ دی تھیں، یا جن کی اصل تخلیق فرما دی تھی، ان کو نکالنا، مقررہ مقدار میں اپنی حکمت و مشیت سے پھیلانا!!! اور اسی میں اخراج ماء و مرعی بھی آتا ہے، اور ارساء جبال بھی!!! میں نے واضح کیا کہ اگر اخراج ماء و مرعی دحو سے الگ کوئی چیز ہوتی تو واؤ استثنافیه کے ساتھ، و اخراج منها ماءھا و مرعاھا کہا جاتا، اس کو سمجھنے کے لئے زیادہ دور جانے کی ضرورت نہیں ہے، اوپر آسمان والی آیات پر غور فرمائیے، "بناھا" کی تشریح شروع کی گئی تو واو نہیں لایا گیا، "رفع سمکھا" اور "سواھا" کو جوڑنے کے لئے فا لایا گیا، پھر "اغطش" کی جگہ واو کے ساتھ "واغطش" کہا گیا۔ کیونکہ یہ ماسبق سے الگ چیز ہے!! اسی طرح "اخرج منها ماءھا و مرعاھا" کے بعد "والجبال ارساھا" کہا گیا کیونکہ اگر "الجبال ارساھا" کہا جاتا تو اس سے بھی سے سمجھا جاتا کہ یہ "اخرج منها۔" والے جملے کی تشریح ہے!! تو جناب یہ عربی کا اسلوب ہے، اس کے جواب میں خود ساختہ مفہوم جو آپ کے ذہن میں دحو کا ہے، اس کی کیا حقیقت؟؟

حدیث کے بارے میں گفتگو میں تھوڑی دیر بعد کرتا ہوں، اور اسی طرح حدیث

ضعیف کے بارے میں آپ کے بلنڈز کی خبر گیری بھی کرتا ہوں، جو اگرچہ آپ کا موضوع کو دوسری سمت میں لے جانا ہے، لیکن، اس کا جواب دینا بوجہ ضروری ہے! جاری ہے

Like · 121 · November 4 at 9:24pm



Mirza Ahmed Wasim Beg

(17)

حدیث کے بارے میں ایک بار پھر بالٹاکیڈ وبالا صراحت عرض کروں کہ قرآن اور حدیث کا تعارض ہمارا موضوع نہیں ہے!! یہ ہمارا معاملہ ہے کہ ہم حدیث کو کیسے لیتے ہیں، کیا مانتے ہیں! لیکن آپ نے جو مقدمہ پیش کیا ہے وہ قرآن کے اندر داخلی تضاد دکھانے تک محدود ہے، لہذا روایات بالکل ہمارے موضوع سے خارج ہیں! رہا میرا ایک روایت کو پیش کرنا تو یہ اچھی طرح واضح رہنا چاہئے کہ میں نے وہ روایت صرف اور صرف یہ بتانے کے لئے پیش کی تھی کہ میں حالات کے تحت یہ تشریح نہیں کر رہا ہوں، اور نہ یہ ماحول کی پیداوار ہے! بلکہ یہ تشریح باقاعدہ پس منظر رکھتی ہے!! — میں نے اپنے استدلال کی بنیاد اس پر نہیں رکھی تھی، بلکہ اپنا مقدمہ پیش کرنے کے بعد اس کا حوالہ صرف مذکورہ بات ثابت کرنے کے لئے دیا تھا!!

اور قرآن کے اندر داخلی تضاد دکھانے کا دعویٰ آپ ہی نے کیا تھا، لہذا اس کی پابندی آپ پر لازمی ہے!! لہذا اس کا خیال رکھیں! حدیث ضعیف کا مطلب آپ اپنی طرف سے نہ طے کریں، حدیث ضعیف وہ ہوتی ہے، جو محدثین کی مقرر کردہ قبول کی شرائط پر پوری نہیں اتر سکی! پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کی نسبت ثابت نہیں ہوسکتی! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جس چیز کی نسبت ثابت ہی نہ ہوسکتی، اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے طور پر پیش کرنا صرف اور صرف دھاندلی کہی جاسکتی ہے! جب نسبت مشکوک ہے، تو دلیل بنانا بد دیانتی ہے!

آپ کا کہنا: ///دوسری بات حدیث ضعیف کو مسترد اس وقت کیا جاتا ہے جب اس سے کوئی فقہی حکم ثابت کرنا ہو، اگر ایک ہی حکم سے متعلق دو متضاد روایات سامنے آئیں/// اتنا بڑا بلنڈز ہے کہ اس پر آپ کو سال سے سب سے بڑے بلنڈز کا ایوارڈ ملنا چاہئے!!

جناب والا، ترجیح تو مقبول کی شرائط تک پہنچنے والی حدیثوں کے اندر ہوتی ہے!! ضعیف حدیث سے اس کا کوئی تعلق نہیں!

یہ کہنا کہ /// حدیث ضعیف سے عدم استدلال فقہی مسائل میں ہوتا ہے/// معاملے کو الٹ دینا ہے، حدیث مقبول کا الٹا حدیث مردود ہے، جس میں ضعیف اپنی تمام قسموں کے ساتھ شامل ہے!! مردود کا مطلب ہی ہوتا ہے کہ جسے رد کردیا گیا!! محدثین کے ایک گروہ نے حدیث ضعیف کو صرف اور صرف فضائل اعمال میں استعمال کرنے کی اجازت دی ہے، وہ بھی سخت شرائط کے ساتھ، جبکہ بخاری اور مسلم جیسے بڑے بڑے محدثین نے سرے سے حدیث ضعیف کو ہر باب میں مردود گردانا ہے!

اور ///واقعات کے بیان میں جب تک اس کے خلاف کوئی روایت نہ ہو تو اسے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں/// یہ تو صدی کا بلنڈز ہے! جناب! انسانی تاریخی واقعات زیر بحث نہیں ہیں یہاں! یہاں بدء خلق کی غیبیات زیر بحث ہیں!! یہ عقیدے کے باب میں شمار ہوتی ہیں!! اور عقائد کے بارے میں علماء امت کے ایک طبقے کا خیال یہاں تک ہے کہ اس میں صحیح حدیث بھی مقبول نہیں ہوتی جب تک وہ تواتر کے درجے تک نہ پہنچ لے!! اور آپ اسے واقعات کے کہاتے ہیں ڈال کر اس میں ضعیف حدیث چلانے کے چکر میں ہیں؟؟ یہ کھوٹے سکے چلانے کی عادت "فری تھنکرز" کے بیچ کام میں لاتے رہے! یہاں نہیں چلنے والے آپ کے یہ سکے!! اور جناب فرما رہے ہیں کہ حدیث ضعیف یہاں وہاں استعمال ہوسکتی ہے، اور قرآن کے خلاف استدلال کی اس سے کوشش کر رہے ہیں، تو کیا قرآن کے خلاف بھی حدیث ضعیف استعمال ہوسکتی ہے؟؟

(بعض نقول علماء کی یہاں پیش کردہ حدیث ضعیف کے تعلق سے اپنی باتوں کی شاید کے طور پر! :

وقال الحافظ ابن رجب الحنبلي "وظاهر ما ذكره مسلم في مقدمته (يعني الصحيح) يقتضي أنه لا تُروى أحاديث الترغيب والترهيب إلا ممن تُروى عنه الأحكام" [شرح علل الترمذي (2/112)] .

"امام مسلم نے اپنی صحیح کے مقدمے جو ذکر کیا ہے اس کا ظاہر یہی ہے کہ فضائل اعمال کی حدیثیں تک انہیں سے لی جائیں گی جن سے احکام کی حدیثیں لی جاتی ہیں!"

وقال الحافظ ابن حجر العسقلاني "ولا فرق في العمل بالحدیث الضعیف في الأحكام أو الفضائل إذ الكل شرع" [تبين العجب (ص04)] .

"حدیث ضعیف پر عمل میں احکام اور فضائل میں کوئی فرق نہیں اس لئے کہ سبھی شرع ہیں!"

عقائد میں بعض لوگوں کے نزدیک آحاد مقبول نہیں ہیں، اس کے لئے مثلاً دیکھیے ((شرح العقائد النسفية)) (34)،

حدیث مقبول کا الٹا حدیث مردود ہے، جس میں ضعیف اپنی تمام قسموں کے ساتھ شامل ہے!!

المردود: وهو الذي لم يَرَجَحْ صِدْقُ الْمُخْبِرِ بِهِ؛ (نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر الرحيلي (ص: 55))

مردود وہ حدیث ہے کہ جس کی خبر دینے والے کی سچائی راجح نہیں قرار پاسکی (خلاصہ یہ ہے کہ حدیث ضعیف حجت نہیں ہے! کسی نے بھی حدیث ضعیف کو حجت نہیں مانا! یہ صرف آپ کی اپنی تمنائیں ہیں کہ حدیث ضعیف کے استعمال کی آپ کو اجازت مل جائے!!

((حدثوا عن بنی اسرائیل)) کا جواب: واضح رہنا چاہئے کہ بیان کرنے اور عمل کرنے یا حجت ماننے میں زمین آسمان کا فرق ہے!! حجت تو قطعی نہیں ہوسکتی، البتہ اگر وہ مخالف نہیں ہیں ہماری شریعت کے تو بوقت ضرورت ان سے استیناس کیا جاسکتا ہے! پس! نہ کہ استدلال!

//روایات حدیث میں جب امام مالک، یحییٰ بن معین جیسے جلیل القدر محدث جرح کے نشتر سے نہ بچ سکے تو باقیوں کا تو ذکر ہی کیا۔ //

جناب ذرا سنبھل کر، ایک کے بعد دوسرے فن میں آپ گھستے ہی چلے جارہے ہیں!! علم الرجال کے اپنے اصول ہیں قواعد ہے! جرح وتعدیل کب مقبول ہوتی ہے کب مردود سب کچھ کتابوں میں مدون ہے، آپ کو اس سلسلے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے!!

Like · 121 · November 5 at 12:11am



Mirza Ahmed Wasim Beg

(18)

آپ نے کہا:

//چوتھی بات یہ کہ مستدرک ابن حاکم میں مذکور احادیث سے متعلق محدثین ہی کی صراحت ہے کہ جس حدیث کے بارے میں ابن حاکم خود صراحت کر دیں کہ ہذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاه . تو وہ حدیث صحیح ہوگی اور شیخین کی شرط پر ہوگی//

ایک تو یہ ابن حاکم کون ہے؟؟ چلیں سیقت کی بورڈ رہی ہوگی، جناب ابن حاکم نہیں ابو عبد اللہ الحاکم!! جی تو یہ بات ان کی مستدرک کے بارے میں کون سے محدث نے نقل کی ہے؟؟ آپ کا یہ دعویٰ بالکل بے بنیاد ہے!!!

محدثین نے کیا کہا ہے، وہ میں دکھاتا ہوں آپ کو:

- قال الذهبي في ميزان الاعتدال (3 / 608) :
(يصح في مستدركه أحاديث ساقطة ويكثر من ذلك) .
((حاکم اپنی مستدرک میں ساقط حدیثوں کو صحیح قرار دیتے ہیں اور بکثرت ایسا کرتے ہیں))

وصرح الحافظ ابن الصلاح في كتابه علوم الحديث ص 11 :
(وهو واسع الخطو في شرط الصحيح ، متساهل في القضاء به) .
((حاکم صحیح کی شرط میں کچھ زیادہ ہی وسعت والے ہیں، اور صحت کا حکم لگانے میں بہت متساهل ہیں!))

قال النووي في المجموع شرح المذهب (7 / 64) :
(الحاکم متساهل كما سبق بيانه مراراً) .
((حاکم متساهل ہیں، جیسا کہ اس کا بیان بہت بار گزرا))

قال الامام الزيلعي وهو فقيه حنفي في نصب الراية (1 / 360) :
(الحاکم عرف تساهله وتصحيحه للأحاديث الضعيفة بل الموضوعه) .
((حاکم کا تساهل معروف ہے، اور یہ بھی معروف ہے کہ وہ ضعیف بلکہ موضوع احادیث کو صحیح قرار دے دیتے ہیں!))
وقال في في نصب الراية : (1 / 344) : (وتصحيح الحاکم لا يعتد به)
((حاکم کی تصحیح کا کوئی اعتبار ہی نہیں!))

قال الحافظ ابن تيمية في الفتاوى الكبرى (2/175) (ومن له أدنى خبرة في الحديث وأهله لا يعارض بتوثيق الحاکم ما قد ثبت في الصحيح خلافاً؛ إن أهل العلم متفقون على أن الحاکم فيه من التساهل والتسامح في باب التصحيح، حتى أن تصحيحه دون تصحيح الترمذي والدارقطني وأمثالهما [وهما من المتساهلين] بلا نزاع. فكيف بتصحيح البخاري ومسلم؟ بل تصحيحه دون تصحيح أبي بكر بن خزيمة وأبي حاتم بن حبان البستي وأمثالهما [وهما من أشد المتساهلين من المتقدمين نسبياً]. بل تصحيح الحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد المقدسي في مختاره، خير من

تصحیح الحاکم۔ فکتابہ فی هذا الباب خیر من کتاب الحاکم بلا ریب عند من یعرف الحدیث۔
وتحسین الترمذی أحياناً [رغم تساهله الشديد] یكون مثل تصحيحه أو أرجح. وكثيراً ما
يُصحّح الحاکمُ أحاديثَ يُجزمُ بأنها موضوعة لا أصل لها.)

((اور جس کے پاس حدیث اور محدثین کا تھوڑا سا بھی تجربہ ہوگا وہ حاکم کی توثیق
سے اس روایت کا معارضہ نہیں کر سکتا جو اس کے خلاف صحیح (بخاری یا مسلم) میں
ثابت شدہ ہو۔ اہل علم اس بات پر متفق ہیں کہ تصحیح کے معاملے میں حاکم تسابیل اور
نرمی پائی جاتی ہے، یہاں تک کہ حاکم کی تصحیح بلا اختلاف ترمذی، دارقطنی اور ان
جیسوں کی تصحیح سے کم تر ہے۔ تو بھلا وہ بخاری کی تصحیح کا مقابلہ کیوں کر کر
سکتی ہے؟ بل کہ حاکم کی تصحیح ابوبکر بن خزیمہ اور ابو حاتم ابن حبان البستی سے
بھی کم تر درجے میں ہے..... اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حاکم ان روایات کو صحیح قرار دیتے
ہیں جن کے بارے میں یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ وہ موضوع اور من گھڑت ہیں۔))

قال ابن القيم في "الفروسية" (ص245): (وأما تصحيح الحاكم فكما قال القائل: فأصبحتُ
من ليلي -الغداة- كقاضي * على الماء خاتمه فروجُ الأصابع. ولا يعبأ الحفاظ أطباء عِلل
الحدیث بتصحیح الحاکم شيئاً، ولا يرفعون به رأساً البتة. بل لا يعدلُ تصحيحه ولا يدلُّ على
حُسن الحدیث. بل يصحّح أشياء موضوعة بلا شك عند أهل العلم بالحدیث. وإن كان من لا
علم له بالحدیث لا يعرف ذلك، فليس بمعيارٍ على سنة رسول الله، ولا يعبأ أهل الحدیث به
شيئاً. والحاكم نفسه يصحّح أحاديثَ جماعيةٍ، وقد أخرج في كتاب "المدخل" له أن لا يحتج
بهم، وأطلق الكذب على بعضهم)

((جہاں تک حاکم کی تصحیح کا تعلق ہے تو اس کی مثال شاعر کے اس قول کی مانند
ہے :

اگلی صبح مجھے لیلی سے اتنا ہی حاصل ہوا، جتنا ہاتھ میں پانی کو پکڑنے والے کو
حاصل ہوتا جس کی انگلیاں اسے دھوکہ دے جاتی ہیں۔
حدیث کی بیماریوں کے ڈاکٹر حفاظ حاکم کی تصحیح کو کوئی اہمیت نہیں دیتے اور اس
کی طرف سر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ بلکہ ان کی تصحیح حدیث کے حسن ہونے کی
برابری بھی نہیں کرتی اور نا ہی اس کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ بلکہ (حقیقت تو یہ
ہے) کہ بہت سی من گھڑت چیزوں کو بھی صحیح قرار دے دیتے ہیں اور اس سلسلے
میں حدیث کا علم رکھنے والوں کے نزدیک کوئی شک نہیں ہے۔ اگرچہ حدیث سے نا
آشنا لوگ اس بات کو نہیں جانتے، لیکن وہ سنت رسول پر کوئی معیار بھی نہیں اور نہ
اہل علم ان کا کچھ اعتبار ہی کرتے ہیں۔

حاکم اپنی کتاب "مدخل" میں ایک گروہ کو نا قابل احتجاج اور بعض کو جھوٹا قرار دینے کے
باوجود بھی (مستدرک میں) انہی کی احادیث کو صحیح قرار دیتے ہیں (!!!))

تو جناب یہ تھے محدثین، اور انہوں نے کیا کہا ہے وہ آپ نے ملاحظہ فرمالیا!! اب یا تو آپ
تسلیم کریں کہ آپ نے محدثین پر جھوٹ باندھا تھا کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ /// جس حدیث
کے بارے میں ابن حاکم خود صراحت کر دیں کہ هذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاه۔ تو
وہ حدیث صحیح ہوگی اور شیخین کی شرط پر ہوگی/// یا پھر اپنی اس بات کا حوالہ دیں!

ختم شد

Like · 122 · November 5 at 12:52am · Edited



Ayaz Nizami

(11)

اب تک آپ کی جانب سے جس قدر بحث ہوچکی ہے، وہ تمام تر بحث "نکتہ بعد
الوقوع" کی قبیل سے تعلق رکھتی ہے، (قارئین کی سہولت کیلئے بتاتا چلوں کہ
کسی واقعہ کے پیش آ جانے کے بعد اس میں حکمتیں اور فضیلتیں لاش کرنا نکتہ
بعد الوقوع کہلاتا ہے) ہمارے لئے آپ کی وضاحت اور تاویلات سے زیادہ قرآن کے
الفاظ اہم ہیں، ایک واضح تضاد نظر آنے کے بعد اگر کمر کس لی جائے کہ تضاد کو
تسلیم ہی نہیں کرنا تو وہ ساری کارروائی وکیل صفائی کے اس بیان کی طرح
ہوتی ہے کہ ملزم تو اقرار جرم کرچکا ہے لیکن وکیل صفائی دلائل پیش کر رہا ہو کہ
ملزم کے اقرار جرم سے اس کی نیت اقرار جرم نہیں تھی، عدالت نیت کو نہیں بلکہ
عدالت میں پیش کئے گئے بیان کو دیکھتی ہے۔

آپ کے آج کے کمنٹس دیکھ کر مجھے ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ میں اب تک
کی بحث کا ایک خلاصہ پیش کر دوں، میرا یہ کمنٹ آپ کے کمنٹ نمبر 13 کے جواب
میں مجھے مجبوراً کرنا پڑ رہا ہے، آ

آپ کے بقول میں ابھی تک قرآن کی آیات کے درمیان تضاد پیش نہیں کر سکا۔ اگر
عقیدت کے وجہ سے آنکھیں بند کر لی جائیں اور ذہن اس بات کی طرف تیار ہی نہ
ہو کہ قرآن میں کوئی تضاد بھی ہو سکتا ہے، تو پھر تو بڑے بڑے پہاڑ بھی نظروں
سے اوجھل ہو جانا کوئی مشکل امر نہیں ہوتا۔ سفید کوئے کی ضرب المثل ایسی
ہی صورت حال کے پیش نظر معرض وجود میں آئی۔ اب اگلی بات کے اصل مخاطب
قارئین ہیں۔



Ayaz Nizami

(12)

قرآن نے 7 مقامات پر کہا ہے کہ اس نے زمین و آسمان کی تخلیق سات دنوں میں کی۔

الاعراف: 54، یونس: 3، ہود: 7، الفرقان: 59، سجدة: 4، ق: 38، الحديد: 4
ان تمام آیات میں دو باتیں بالکل واضح ہیں کہ قرآن نے یہاں زمین و آسمان کی پیدائش اور دیگر مراحل کیلئے لفظ خلق استعمال کیا ہے، اور یہ بھی قرآن سے ہی واضح ہے کہ تخلیق کے جن مراحل کو احمد وسیم صاحب تخلیق سے نکال کر اپنی بیان کردہ ترتیب کو درست کرنا چاہتے ہیں اور تمام مراحل تخلیق ارض، دحو، اخراج الماء و المرعى، ارساء الجبال تخلیق آسمان، تسویرہ سبع سماوات، تزئین بالمصابیح، تخلیق شمس و قمر اور لیل و نہار سب انہی چھ دنوں میں ہی وقع پذیر ہوئے، اور ان مذکور 7 آیات میں قرآن ان سب امور کیلئے لفظ تخلیق ہی استعمال کر رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود آپ کا اصرار ہے کہ تخلیق کے مراحل کو تخلیق میں شمار نہ کیا جائے، احمد وسیم صاحب کا یہ مطالبہ نص قرآنی کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ دوسری بات یہ کہ یہ تمام امور چھ دن میں مکمل ہوئے۔ یہ دونوں باتیں ذہن میں رکھ کر آگے چلیں۔

اب ان چھ دن کی تخلیق کی کیفیت قرآن نے تین آیات میں بیان کی ہیں 1- سورۃ بقرہ کی آیت 29، سورۃ حم سجده کی آیات 9 تا 12 اور سورۃ نازعات کی آیات 27 تا 30 یہ آیات بار بار اوپر ذکر کی جا چکی ہیں، جنہیں آیات کا متن اور ترجمہ دیکھنا ہو وہ ان حوالوں سے آیات دیکھ لیں۔

سورۃ بقرہ کی آیت 29 میں بالکل واضح بیان ہے زمین اور اس کے تمام تر متعلقات کی تخلیق کی اور پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا۔ (اب اگر یہ ماننے کے بعد بھی ثم تراخی کیلئے آتا ہے اور پھر بھی وہ یہاں ترتیب تسلیم نا کرے تو یہ سوائے بٹ دھرمی اور میں نا مانوں کے علاوہ اور کیا ہے؟)

سورۃ فصلت کی آیت نمبر 9 تا 12 میں دو دن میں تخلیق ارض، دو دن میں متعلقات ارض (وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا) اور پھر خدا کا آسمان کی طرف رخ کرنا اور دو دنوں میں تخلیق آسمان انہیں ٹھیک ٹھیک سات آسمان بنانا اور پھر ان میں ستارے ٹانکنا۔ اب یہاں پر بھی ترتیب ملاحظہ کر لی جائے۔ جس کام کا آپ بار بار چھ دنوں میں پایہ تکمیل تک پہنچانے کا ذکر کر رہے ہیں لازماً اس میں ایک ترتیب ہوگی اور جب آپ نے خود ہی بیان کر دیا کہ دو دن زمین بنانے میں، دو دن متعلقات زمین بنانے میں اور دو دن آسمان اور اس کے متعلقات بنانے میں صرف کئے، اور لفظ ثم کا استعمال بھی کیا۔ تو ترتیب سے کیسے انکار کیا جا سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ سورۃ حم سجده کی ان آیات نے قرآن میں تضاد کی توضیح اور تصریح میں کیل ٹھونک دی ہے، جس کی وجہ سے تمام مفسرین و مومنین پریشان ہیں۔

مذکورہ بالا دو مقامات (سورۃ بقرہ: 29، اور حم سجده 9 تا 12) میں ایک ہی بیان مذکور ہوا ہے، اور ایک ہی ترتیب بیان کی گئی ہے۔ سارا مسئلہ تو سورۃ نازعات کی آیات نے کھڑا کر کے رکھ دیا۔ سورۃ بقرہ اور حم سجده کی آیات کو اچھی طرح ذہن میں رکھئے اور اس کے بعد سورۃ نازعات کی آیات 27 تا 30 کو پڑھئے۔ وہاں کہا جا رہے ہیں کہ

”بھلا تمہارا پیدا کرنا زیادہ مشکل کام ہے یا آسمان کا جسے اس نے بنایا؟ آسمان کی چھت بلند کی پھر اسے سنوارا۔ اس کی رات کو اندھیری اور دن کو روشن بنایا۔ اور ”پھر اس کے بعد“ زمین کو بچھایا“

اب جو ترتیب سورۃ نازعات میں بیان کی جا رہی ہے اس ترتیب کا سورۃ بقرہ کی آیت 29 اور سورۃ حم سجده کی آیات 9 تا 12 سے خود موازنہ کر کے دیکھ لیں۔ کہ عربی متن اور اردو تراجم میں ترتیب کے معنی کا لحاظ رکھا گیا ہے یا نہیں؟ اور کیا مذکورہ ترتیب میں تضاد موجود ہے یا کہ کہیں زمین اور اس کے متعلقات کی تخلیق کو پہلے بیان کیا جا رہا ہے اور کہیں آسمان کی تخلیق کی تخلیق پہلے اور زمین کی تخلیق بعد میں۔

اب یہاں ترتیب کو تسلیم نا کرنا سوائے بٹ دھرمی کے اور کچھ نہیں، قرآن کے الفاظ اور عربی زبان کے قواعد تک چیخ چیخ کر ترتیب کو بیان کر رہے ہیں۔ اس ترتیب کو چھٹلانے کیلئے واقعی عقل و خرد کو گروی رکھنے کے مترادف ہے۔ مولانا احمد وسیم صاحب کو ایک بار پھر دعوت ہے کہ وہ اپنے دلائل کا خلاصہ کرتے ہوئے اس ترتیب اور اس ترتیب میں پائے جانے والے تضاد کو رفع کر کے دکھا دیجئے۔ جن سات آیات کا ابتداء میں ذکر کیا ہے انہیں بھی ذہن میں رکھئے گا۔

Like · 56 · November 5 at 3:49am



Ayaz Nizami

(13)

کمنٹ نمبر 13 کا جواب

او لم ير الذين کے اعتراض میں آپ نے جتنی بھی آیات ذکر کی ہیں، یہ سب تاریخ کے واقعات کا ذکر ہے، جس کا اگرچہ حاضرین نے مشاہدہ نہ کیا ہو لیکن ان کے آباء و اجداد اس کا (بقول قرآن) مشاہدہ کرچکے تھے۔ جبکہ زمین و آسمان کی تخلیق کا مشاہدہ تو کسی طور ممکن ہی نہیں تھا۔

آپ نے خود ہی ابن سیدہ کے حوالے سے فتق کا معنی اصلاح بیان کر دیا، اور پھر خود ہی فرما رہے ہیں کہ آپ کو فتق کا معنی اصلاح کہیں نہیں ملا یا للتعجب !!! پھر خصوصا جب فتق کے وہی معنی مفسرین نے لئے بھی ہیں جو آپ کو بھی تسلیم ہے تو مجھے اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ میں نے صرف یہ بیان کرنے کیلئے کہ رتق و فتق کو تخلیق سے صریحا نہیں جوڑا جا سکتا، قرینہ کے طور پر او لم ير الذين کے الفاظ پر غور کی دعوت دی تھی۔ خیر میرا خیال ہے کہ اب اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں۔

Like · 50 · November 5 at 3:51am



Ayaz Nizami

(14)

کمنٹ نمبر 14 کا جواب

کامن سینس کا استعمال تو زندگی کی ہر بات میں کرنا لازم ہے، اگر کامن سینس ہی نہیں ہوتا تو لسانیات سے بھی استفادہ نہیں کیا جا سکتا، کامن سینس سے آپ کا اس قدر الرجک ہونا اور اجتناب کرنا کوئی بعید بات نہیں ہے۔ کامن سینس سے آپ کی پرخاش کو میں بہت اچھی طرح سمجھ سکتا ہوں۔ اور اس پر سوائے اظہار ہمدردی کے اور کچھ نہیں کر سکتا۔ یہ جو آپ نے ”شواہد“ پیش کئے ہیں یہ تب شواہد کا درجہ حاصل کر سکتے ہیں جب ان کا تعلق موضوع سے جوڑا جا سکے۔

// . آپ کا یہ کہنا کہ لازماً یہ سارے مراحل ہر جگہ خلق میں شامل مانے جائیں، صرف زبردستی والی بات ہے // یہ میری زبردستی کہاں سے ہوگئی؟ میرے کمنٹ نمبر 12 میں 7 آیات بطور استشہاد میں نے پیش کی ہیں جہاں ان تمام مراحل کو ”خلق“ سے ہی تعبیر کیا گیا ہے، لگتا ہے کہ ان آیات پر آپ کی نظر نہیں تھی۔ کوئی بات نہیں دوبارہ مستحضر کر لیجئے۔ میں آپ کی طرح سیخ پا ہونے والا نہیں۔ آپ کا کمنٹ نمبر 14 سارا کا سارا کسی مغالطے پر مبنی ہے، اگر کسی بات کی وضاحت آپ کو درکار ہو تو مجھ سے بلا جھجک پوچھ لیا کریں، خود سے اپنے ذہن میں کوئی نتیجہ قائم کرکے مت بیٹھ جایا کیجئے جیسے واو سے متعلق آپ نے خود ہی فیصلہ کر لیا کہ میں ترتیب پر استدلال واو کو ترتیب کیلئے مان کر کر رہا ہوں، حالانکہ میں نے ایسی کوئی بات کہی ہی نہیں تھی اور بار بار صراحت کی کہ ترتیب پر استدلال ثم کے لفظ سے اور بعد ذلک کے الفاظ سے ہے۔

Like · 49 · November 5 at 3:57am



Ayaz Nizami

(15)

کمنٹ نمبر 15 کا جواب

آپ کو ابھی تک حم سجدہ کی آیات اور نازعات کی آیات میں تضاد واقعی نظر نہیں آیا؟ یا تجاہل عارفانہ سے کام لے رہے ہیں؟ کیا آپ ان کے ظاہراً متضاد ہونے سے بھی انکاری ہیں؟ مختصر ترین جواب ضرور دیجئے گا۔ اگر ابھی تک آپ کی سمجھ میں تضاد آیا ہی نہیں تو چلیں ایک کوشش اور کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ میں نے کسی ایک جگہ میں اپنی بتائی ہوئی ترتیب ذکر نہیں کی ہے، میں نے ہر مقام پر قرآن کی ہی بتائی گئی ترتیب کا ذکر کیا ہے، اور اس میں تضاد کی نشاندہی کی ہے، سورہ بقرہ کی آیت 9 اور حم سجدہ کی آیات میں پہلے زمین اور اس کے متعلقات بنانے کا ذکر کیا جا رہا ہے، اور بعد میں آسمان اور تسویہ آسمان کا، جبکہ سورہ نازعات کی آیات میں پہلے آسمان اور تسویہ کا ذکر کیا جا رہا ہے اور بعد میں زمین کے بچھانے (دحو) اس میں سے پانی اور سبزہ نکالنے اور پہاڑوں کو گاڑنے کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ کیا اس ترتیب میں آپ کو کوئی تضاد نظر نہیں آ رہا؟ یہ تضاد ہلاک کی شکل میں پرائمری طالب علم کے سامنے بھی رکھ دیں تو وہ بھی اس غلطی کی نشاندہی کر دے گا۔ جن امور کا آپ میرے ذمہ لگا رہے ہیں کہ میں نے انہیں زبردستی تنہی کر دیا ہے، وہ میں نے نہیں بلکہ خود قرآن نے متعدد مقامات پر ان کو بیان کیا ہے۔ آپ کے بقول آپ اس ترتیب کے غیر متضاد ہونے کو اپنے دلائل سے واضح کر چکے ہیں۔ آپ اپنے جس کمنٹ کو سمجھتے ہیں کہ آپ نے اس کمنٹ میں ترتیب کے اس تضاد کو رفع کر دیا ہے، اگر طبع شریف پر گراں نہ گذرے تو ذرا قارئین کے سامنے ایک بار پھر دہرا دیجئے تاکہ قارئین کیلئے فیصلہ کرنے میں آسانی ہو اور شائد اگر میں آپ کی کسی بات کہ تہہ تک نہیں پہنچ پایا تو شائد اس بار غوطہ زن ہونے کا فائدہ ہو جائے، یا آپ کے دعوے کی قلعی ایک بار پھر کھل کر سامنے آ جائے۔

Like · 61 · November 5 at 4:02am



Ayaz Nizami

(16)

کمنٹ نمبر 16 کا جواب
آپ کا کہنا ہے کہ آپ نے قرآن کی ترتیب کے ساتھ کوئی چھیڑ چھاڑ نہیں کی ہے،
آپ کے کمنٹ نمبر 4 سے میں آپ کی یہ عبارت نقل کر رہا ہوں:
// 1- رتق وفتق، کہ جس کا ذکر سورہ انبیاء کے اندر ہے، پس آسمان صورت دخان تو
اسی مرحلے میں وجود پا گیا تھا...
2- تخلیق ارض من حیث الأصل
3- دحو ارض (زمین کو پھیلانا، بچھانا، ربائش کے لئے تیار کرنا) اور تسویہ سماء
(آسمان کو برابر کرنا، اس کے طبق بنانا، سیاروں اور ستاروں سے سجانا وغیرہ)..
تو جن چیزوں میں آپ کو خلط ہوا، وہ یہی آخری دو مرحلے ہیں//
اس میں پہلا مرحلہ تو آپ کا خود ساختہ ہے جس کا قرآن میں کہیں بھی ذکر نہیں۔
جسے آپ نے خود زبردستی سورۃ الانبیاء کی آیت سے جوڑا ہے، قرآن نے یہ ضرور
کہا کہ پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جو کہ ابھی دخان کی صورت میں تھا،
لیکن رتق اور فتق کو مرحلہ تخلیق سے جوڑنا آپ کی طرف سے قرآن پر زیادتی ہے۔
دوسرا مرحلہ آپ نے تخلیق ارض کو قرار دیا۔ جبکہ سورہ بقرہ کی آیت 29 اور حم
سجدہ کی آیات میں اسے پہلا مرحلہ بیان کیا گیا ہے۔
تیسرا مرحلہ بھی آپ کا اپنا خود ساختہ ہے، جس پر کوئی قرآنی آیت دلالت نہیں
کرتی۔ آپ کے اس مرحلہ میں دحو ارض بھی شامل ہے، اور تسویہ سماء بھی۔
جبکہ سورہ بقرہ کی آیت 29 اور حم سجدہ کی آیات میں انہیں الگ الگ بیان کیا ہے
اور حم سجدہ کی آیات کے صریحاً خلاف ہے کیونکہ اس میں دحو الارض اور تسویہ
کو بالکل الگ الگ دنوں میں شمار کیا گیا ہے۔ جبکہ آپ نے انہیں ایک ہی مرحلہ
میں سمو دیا ہے۔

Like · 56 · November 5 at 4:36am · Edited



Ayaz Nizami

(17)

کمنٹ نمبر 17 کا جواب
میں نے اپنی کسی سابقہ کمنٹ میں آپ سے پوچھا تھا کہ کیا آپ کے نزدیک
حدیث وحی غیر متلو ہے یا نہیں؟ اگر آپ و ما ینطق عن الہویٰ ان ہو الا وحی
یوحی، کی آیت کے تناظر میں حدیث کو وحی غیر متلو نہیں سمجھتے تو پھر میں
حدیث سے اپنے موقف کے استدلال اور استشہاد پیش نہیں کروں گا۔ ویسے بھی
مجھے حدیث میں جانے کا زیادہ شوق نہیں ہے کیونکہ اب ایسے مسلمان بکثرت
مل جاتے ہیں جو احادیث کی حقیقت سے واقف ہو چکے ہیں، اور بہت آسانی سے
کہہ دیتے ہیں کہ ہم حدیث کو سرے سے ہی حجت نہیں مانتے یا حدیث کی فلاں
کتاب کو نہیں مانتے وغیرہ وغیرہ۔ جہاں تک معاملہ ہے جرح و تعدیل کا تو کہیں
کسی اور موقع پر کسی اور موضوع پر جہاں حدیث پر کھل کر بیان کیا جا سکے
وہاں ضرور دیکھیں گے کہ سنبھلنے کی کسے ضرورت ہے۔

Like · 53 · November 5 at 4:47am



Ayaz Nizami

(18)

کمنٹ نمبر 18 کا جواب
جی بالکل یہ میری غلطی ہے کہ حاکم کو ابن حاکم لکھ گیا، میں اسے برگز سبقت
کی بورڈ نہیں کہوں گا، بلکہ اسے اپنی غلطی قرار دے کر اسے تسلیم بھی کروں
گا، کیونکہ غلطی کے تسلیم کرنے میں مجھے کوئی عار نہیں ہے۔
ابو عبد اللہ محمد الحاکم کے بارے میں تعدیل کے بہت سے اقوال میں بھی بیان کر
سکتا ہوں، لیکن اصل بحث سے توجہ مبذول ہو جانے کی وجہ سے اور عام قارئین
کی دلچسپی کا باعث نہ ہونے کی وجہ سے ترک کر رہا ہوں، کسی اور بحث میں
اس کی نوبت آئی تو وہاں ضرور اس بارے میں بات ہوگی، میں نے محدثین پر جھوٹ
باندھا یا واقعی محدثین نے ایسی کوئی صراحت کی ہے وہیں اس پر بھی گفتگو
کر لی جائے گی، کیونکہ اس بحث میں پڑ گئے تو پھر یہ تضاد قرآنی والی بحث کو
سمیٹنا مشکل ہو جائے گا۔

Like · 66 · November 5 at 4:58am



Mirza Ahmed Wasim Beg

بسم الله الرحمن الرحيم

جواب نمبر 4

(19)

(سب سے پہلے تو معذرت کے آج جواب دینے میں کچھ تاخیر ہوگئی، اصل میں
روزانہ جس وقت پر جواب لکھتا تھا، اس پر کچھ کام پڑ گیا تھا! اس لئے کچھ تاخیر
ہوگئی!)
عرض ہے کہ درحقیقت بحث تو کل ہی ختم ہوچکی تھی، کیونکہ نظامی صاحب اس

سے پہلے ہی باتوں کو گھمانے پھرانے پر مجبور ہو چکے تھے، اور ہماری دلیلوں کے جواب میں کہنے کے لئے ان کے پاس کچھ باقی نہیں بچا تھا! اس لئے اصحاب ارباب ودانش ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ آج ان کے جواب میں سوائے طعنوں تشنوں اور پرانی باتوں کی تکرار کے اور کچھ بھی نہیں ہے!! درحقیقت بحث کل ہی سمٹ گئی تھی، اور کل کے ہمارے کمنٹس سے پوری بحث کا خلاصہ ہو گیا تھا، آج کے جواب کی حیثیت صرف ایک ضمیمے کی سی ہے، جن میں چند باتوں کی کچھ مزید توضیح کردی گئی ہے!

نوٹ: (۱) نظامی صاحب کی طرف سے ہمارے دلائل کو نظر انداز کرنے کا تسلسل آج بھی قائم رہا، لیکن ہم بار بار انہیں یاد دلا کر قارئین پر بار نہیں ڈالیں گے، البتہ یہ مشورہ دیں گے، کہ ہمارے کل کے کمنٹس ایک بار پھر ملاحظہ کرلیے جائیں!

(2) ہمارے آج کے جواب میں آج آپ کچھ تکرار بھی پائیں گے، مگر وہ ہماری جانب سے نہیں، بلکہ نظامی صاحب کی تکرار کے جواب میں ہمیں یہ تکرار کرنی پڑی ہے!

کمنٹ نمبر 11 پر تبصرہ

اس کمنٹ میں نظامی صاحب کی کیفیت پراسیکیوشن (prosecution) کے اس وکیل کی سی ہو رہی ہے جس کے اوپر اعلیٰ حکام کا شدید دباؤ ہو کہ وہ بے گناہ کو مجرم ثابت کرے، لیکن ثبوتوں کے فقدان کے سبب اسے مسلسل ناکامی کا منہ دیکھنا پڑ رہا ہو، آخر کار نوبت یہاں تک بھی آسکتی ہے کہ وکیل جھلا کر جج کو بھی مجرم کا ساتھی گردانا شروع کردے! مگر ظاہر ہے کہ گردان سے تو کچھ ثابت نہیں ہوتا!! لہذا طعنوں تشنوں سے دل کی بھڑاس نکالنے کے سوا اس کے پاس کوئی چارہ نہ بچے!! نکتہ بعد الوقوع کا آغاز تو جب ہوتا، جب تضاد کا مقدمہ ثابت ہوجاتا، مگر ابھی تو آنجناب بنور اسی کشمکش میں ہیں کہ کس طرح کس طرح دن کو رات بنایا جائے! مسلسل اسی روش پر قائم ہیں کہ جھوٹ بولے جاؤ آخر ایک دن تو دنیا کو یقین آئے گا ہی! مگر پھٹے حالوں میں ان کی کہنے و فرسودہ پکار ایسی ہی ہے کہ پوری رامائن ختم ہوگئی اور ابھی آنجناب کو یہی نہیں پتہ چلا کہ سیتا مرد تھی یا عورت تھا؟

Like · 99 · November 6 at 2:06am



Mirza Ahmed Wasim Beg

(20)

کمنٹ نمبر 12 کا جواب

//الاعراف: 54، یونس: 3، ہود: 7، الفرقان: 59، سجدة: 4، ق: 38، الحديد: 4

ان تمام آیات میں دو باتیں بالکل واضح ہیں کہ قرآن نے یہاں زمین و آسمان کی پیدائش اور دیگر مراحل کیلئے لفظ خلق استعمال کیا ہے، اور یہ بھی قرآن سے ہی واضح ہے کہ تخلیق کے جن مراحل کو احمد وسیم صاحب تخلیق سے نکال کر اپنی بیان کردہ ترتیب کو درست کرنا چاہتے ہیں اور تمام مراحل تخلیق ارض، دحو، اخراج الماء و المرعى، ارساء الجبال تخلیق آسمان، تسویم سبع سماوات، تزئین بالمصابیح، تخلیق شمس و قمر اور لیل و نہار سب انہی چھ دنوں میں ہی وقع پذیر ہوئے، // قطعی ہے بنیاد دعویٰ ہے، ان آیات میں کہیں بھی یہ "صراحت" نہیں کہ پھیلانے اور سنوارنے جیسے مرحلے بھی اس میں داخل ہیں! لہذا ان سے آپ کا استدلال ہی باطل ہو گیا، مزید تردید بھی آگے آئے گی!!

جو کچھ زمین و آسمان میں ہے اس کی تخلیق سے ارتقاء اور تزئین اور اندونی تغیر تبدیلی کی نفی کس کامن سینس کی پیداوار ہے؟

آخر "السماوات والارض وما بینہما" میں تو ہم بھی آتے ہیں، تو کیا اس سے یہ سمجھا جائے کہ ہماری تخلیق بھی انہیں چھ ایام میں ہو چکی تھی؟ نہیں لیکن ہماری اصل کی ہو چکی تھی، اور ہمارا مادہ اس کائنات کے باہر سے وارد نہیں ہوا، پس دحو کی بھی جن چیزوں کا ہوا، وہ پیدا ہوئی ہوں، اور دحو بعد میں ہوا ہو، تب بھی کچھ بعید نہیں!

// 7 آیات میں قرآن ان سب امور کیلئے لفظ تخلیق ہی استعمال کر رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود آپ کا اصرار ہے کہ تخلیق کے مراحل کو تخلیق میں شمار نہ کیا جائے، احمد وسیم صاحب کا یہ مطالبہ نص قرآنی کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔//

جناب ہمارا نکتہ ہی یہ ہے کہ "ضروری نہیں" کہ ہر جگہ کلام ہر جگہ لفظ تخلیق سے تخلیق کے سارے مراحل کو مراد لیا جائے!! اور یہ دعویٰ ثابت کرنے کے لئے ہم نے دو مرتبہ قرآنی شواہد پیش کیے، ہمارے کمنٹ نمبر (8) اور (14) کو پھر سے پڑھ لیجئے، یہ شواہد یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں! مگر کامن سینس کے عدم استعمال کے سبب آپ پر یہ عقدہ آشکارا نہیں ہو پارہا کہ ایک جگہ تخلیق کے لفظ سے تمام مراحل مراد اگر ہوں بھی تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہر جگہ مراد ہوں! ہمارے پیش کردہ شواہد ثبوت ہیں کہ بہت سی جگہ تخلیق کہہ کر تمام مراحل مراد نہیں لئے جاتے!!

(جہاں تک نظائر قرآنی کی بات ہے، تو اس میں بھی آپ فاش غلطی کر رہے ہیں، اگر نظائر ہی دیکھنے ہیں تو نازعات کی مذکورہ آیات کی نظیر سورہ حجر آیت نمبر 16 تا 21 اور سورہ ذاریات کی آیات 47، 48 ملاحظہ فرمائیے، اور حم سجدة کی نظیر سورہ بقرہ!! فرق واضح ہے، قرآن اپنے بیانات بار بار دہراتا ہے، مگر اس کا اعجاز یہ ہے کہ ان میں کوئی تعارض نہیں ہوتا، ہاں البتہ زیغ قلبی کے سبب بعض لوگ ایسی

جیزوں کے پیچھے پڑتے ہیں جو قرآن کے مقصود اصلی کا حصہ نہیں ہوتی، لہذا گمراہ ہوتے ہیں! پس حم سجدہ کی دوسری آیت کے مفہوم میں ہمارے ناقص فہم متردد ہیں کہ اسے سورہ بقرہ کی آیت کی طرف لوٹایا جائے، یا نازعات کی آیات کی طرف، اگر نازعات کی آیات کی طرف لوٹایا جاتا ہے، تو یہ جملہ معترضہ ہوگا، اور اگر سورہ بقرہ کی طرف لوٹایا جائے، تو "دحو" سے پہلے کا مرحلہ ہوگا! لیکن کسی بھی حال میں قرآن کا مقصود اصلی متردد نہیں ہوتا!! اور تضاد کا تو خیر کوئی وجود ہی نہیں! لیکن جس کے دل میں کجی ہے، وہ اسی کے پیچھے پڑتا ہے! اور اسی کی کھود کرید میں مشغول رہتا ہے! اور قرآن کے مقصود اصلی کی طرف سے اس کا دل مہر بند ہی رہتا ہے!)

ملاحظہ فرمائیں پرانی تکرار: // کہیں زمین اور اس کے متعلقات کی تخلیق کو پہلے بیان کیا جا رہا ہے اور کہیں آسمان کی تخلیق کی پہلے اور زمین کی تخلیق بعد میں۔ //

زمین کی تخلیق بعد میں نہیں "دحو" بعد میں!! اصلاح فرما لیجئے!! اگر کہیں زمین کی تخلیق کے بعد میں ہونے کا ذکر آیا ہو تو لا پیش کیجئے! مگر آپ نہیں کرسکتے!!

/// اب یہاں ترتیب کو تسلیم نہ کرنا سوائے بٹ دھرمی کے اور کچھ نہیں ///

ترتیب ہمیں تو تسلیم ہی ہے، زمین کی تخلیق کے بعد تسویہ سماء، اور آسمان کی تخلیق کے بعد زمین کو بچھانا اور ربائش کے لئے تیار کرنا جسے ہم "دحو" کہتے ہیں! مگر آپ کو اصرار ہے کہ دحو کا معنی وہی کیا جائے، جسے آپ چیخ چیخ کر بیان کر رہے ہیں، اور کہتے جارہے ہیں کہ عربی زبان کا تقاضہ ہے!! جناب کس لغت میں دحو کا مطلب آپ نے تخلیق دیکھا ذرا اس کا نام ہی بتا دیجئے!!

خلاصہ ہم آخر میں کریں گے آج ان شاء اللہ!

Like · 90 · November 6 at 2:07am



Mirza Ahmed Wasim Beg

(21)

کمنٹ نمبر 13 کا بلنڈر:

آپ نے چونکہ فرمادیا کہ اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں لہذا بحث تو ہم نہیں کرتے، مگر آپ کی فاش غلطی کو عیاں کرنا خیر خواہی کے تئیں ہم پر واجب ہے، تاکہ کبھی کہیں بھرے مجمع میں آپ کو رسوا نہ ہونا پڑے!

عجیب و غریب جواب ہے کہ تاریخی واقعات ہیں جن کا ان کے آباؤ اجداد نے مشاہدہ کیا تھا! تو جناب یہاں بھی آثار کا مشاہدہ کر رہے ہیں! اور پھر آپ کا کہنا تھا کہ مشاہدہ ہی نہیں کیا تو کیسے حجت تمام ہوئی، اس کا مطلب کہ آپ کے نزدیک ان واقعات کے حدوث کے وقت ان کا وہاں ہونا ضروری تھا! اچھا چلیں، آپ کا دل رکھ لیتے ہیں، سب جانے دیں، صرف ایک شاہد کا جواب مرحمت فرمادیں: ﴿أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا﴾ [نوح: 15] "کیا تم نے دیکھا نہیں کہ کس طرح اللہ نے سات آسمانوں کو اوپر تلے پیدا فرمایا۔" (اب کیا آپ کہیں گے کہ سات آسمانوں کی طبق در طبق تخلیق بھی قابل مشاہدہ عمل تھی؟)

جی! کیا فرماتے ہیں جناب عالی؟؟ باپ دادا موجود تھے سات آسمانوں کی طبق در طبق تخلیق کے وقت؟

اور رویت کے لغوی معانی کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

رتق وفتق کے بارے میں فرماتے ہیں: /// آپ نے خود ہی ابن سیدہ کے حوالے سے فتق کا معنی اصلاح بیان کر دیا///

جناب! "چودہ طبق روشن کر کے بیٹھا کیجئے جواب دیتے وقت" "فتق" (پھاڑنا، جدا کرنا) کے نہیں "رتق" (ملانا، جوڑنا) کے معنی کے ضمن میں یہ لفظ آیا ہے! جو کہ فتق کی ضد ہے!! (اور عربی کی اصلاح اردو کی اصلاح کی بر حال میں مترادف برگز نہیں) اور آپ اسے فتق پر منطبق کر کے معنی نکالنے پر تلے ہوئے ہیں!!

(یاد رہے کہ رتق کے معنی مطلق اصلاح بھی کسی نے نہیں کیے، بلکہ فتق یعنی پھٹن یا شکاف کی اصلاح کے کیے ہیں، یعنی پھٹن کو جوڑنا، یا شکاف وغیرہ کو بھر کر درست کرنا!!)

لہذا فتق کا معنی اصلاح کر کے جو نتیجہ آپ نے نکالا ہے، وہ معنی کو الٹ دینے کے مترادف ہے، اور ایک بھیانک قسم کی ٹھوکر ہے! میرے پیش کردہ کلام میں اصلاح کا لفظ دیکھ کر آپ اچھل پڑے اور یہ بھی نہ دیکھا کہ وہ ہے کہاں، وہ تو رتق میں ہے، ثواب استدلال کیجئے، کہ زمین و آسمان اصلاح شدہ تھے؟؟ تو اللہ نے انہیں معاذ اللہ شق کر ڈالا؟؟ ظاہر ہے کہ کلام اللہ کی تحریف تو آپ کا محبوب مشغلہ ہے!

کل والے اپنے کلام کو بھی بو بھویہاں نقل کرتا ہوں:

"اُنّے عربی کی دو اہم ترین لغات کے حوالے آپ کی نذر کرتے ہیں:

فتق کے معنی

ابن منظور کہتے ہیں:

فَتَقَهُ يَفْتُقُهُ وَيَفْتُقُهُ فَتَقًا: شَقَهُ؛ (لسان العرب (10/ 296))

جوہری کہتے ہیں:

فَتَقَتِ الشَّيْءُ فَتَقًا: شَقَقْتَهُ. (الصحاح للجوهري (4/ 1539))

فتق کا معنی پھاڑنا، شق کرنا!

رتق کے معنی

ابن منظور کہتے ہیں:
 رَتَقَ: الرَّتَقُ: ضِدُّ الْقَتَقِ. ابْنُ سَيِّدَةٍ: الرَّتَقُ: إِيحَامُ الْقَتَقِ وَإِصْلَاحُهُ. رَتَقَهُ يَرْتُقُهُ وَيَرْتُقُهُ رَتْقًا
 فَارْتَقَ أَيِ التَّامِ. (لسان العرب (10/ 114))

رتق، فتق کی ضد ہے، ابن سیدہ کہتے ہیں، فتق (شگاف) کو جوڑنا، ملانا، یا بھرنا، اور اس کی "اصلاح" کرنا (واضح رہے کہ یہ اصلاح عربی والا ہے، ہم اردو میں کسی جگہ پڑے شگاف یا دراڑ کو بنانے کے لئے عام طور پر اصلاح کا لفظ استعمال نہیں کرتے، بلکہ ٹھیک کرنا، درست کرنا استعمال کرسکتے ہیں، اور وہیں یہاں مراد ہے) ! اسی سے ہے رتق – فارتق ، اس نے اسے ملایا تو وہ مل گیا۔

جوہری کہتے ہیں:
 الرَّتَقُ: ضِدُّ الْفَتَقِ. وَقَدْ رَتَقْتُ الْفَتَقَ أَرْتُقُهُ، فَارْتَقَ، أَيِ التَّامِ، وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى: {كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا} (الصَّحاحُ لِلْجَوْهَرِيِّ (4/ 1480))
 رتق فتق کی ضد ہے، عربی میں رتقت الفتق فارتق کہا جاتا ہے، جس کے معنی ہیں (میں نے پھٹن کو ملایا تو) مل گیا! اسی سے اللہ رب العالمین کا قول ہے، کاننا رتقا ففتقناهما

فتق کا معنی ہمیں اصلاح کہیں نہیں ملا، اسی طرح رتق کا معنی بند ہونا نہیں ملا، چلیں اردو میں بند ہونے کے ایک معنی وہ بھی ہیں، جو رتق پر صادق آسکتے ہیں، یعنی جو جوڑنے اور ملانے سے قریب ہیں، لیکن یاد رہے کہ اردو میں بند ہونے کے ایک دوسرے معنی بھی ہیں، یعنی رکنا، یہ معنی کہیں بھی مذکور نہیں ہیں، اور آپ نے قارئین کو اسی معنی کا شبہ دلانے کی کوشش فرمائی ہے!!
 اور فتق کے معنی اصلاح کرنے پر تو ہم آپ کے لئے کوئی عذر سرے سے نہیں پاتے!! آپ نے جان بوجھ کر اسے رتق کے معنی سے اٹھا کر فتق پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے، تاکہ لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک سکیں، فتق کے معنی اصلاح آپ برگز کہیں سے نہ دکھا سکیں گے!!

پس یہ ان لفظوں کے اصل معنی ہیں، جس نے بھی بارش نہ ہونے اور زمین بنجر ہونے والی بات کہی ہے، (اور ہم نے انکار نہیں کیا کہ کہی ہے) ان اصلی لغوی معنوں کا اعتراف کرتے ہوئے، اور ان کی تاویل کرتے ہوئے کہی ہے!! ورنہ سیاق صاف طور پر بدء خلق کا ہے!"

نہ تم طعنے ہمیں دیتے، نہ ہم فریاد یوں کرتے
 نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

Like · 84 · November 6 at 2:07am



Mirza Ahmed Wasim Beg

(22)

کمٹ نمبر 14 کے طعنوں کا ٹھنڈا جواب!
 جناب من! لسانی شواہد کے لئے موضوع سے جڑے ہونے کی شرط مجھے آپ پر ترس کھانے پر مجبور کر رہی ہے!! ہائے رے کامن سینس! تو نے آخر نظامی صاحب کو داغ مفارقت دے ہی دیا!
 آپ کا ذکر کردہ "مجسمہ" موضوع سے متعلق تھا جناب؟
 اور تخلیق کے متعلق ہماری مثالوں میں موضوع سے جڑا ہونا شرط ہے!! کوئی بات نہیں! جی ہاں! ہماری مثالیں موضوع سے متعلق ہیں، اس لئے کہ ہم بڑے موضوع کے ایک ذیلی موضوع یعنی لفظ خلق کے اطلاق پر کلام کر رہے ہیں، اور یہ لفظ خلق کے اطلاق پر واضح قرآنی شواہد ہیں، اور قرآن کے اسلوب کے لئے قرآنی شواہد سے بہتر کوئی چیز نہیں!

اور یہ بھی سن لیں کہ ہمارے پیش کردہ شواہد میں سے {الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى} [الأعلى: 2] جس نے "خلق" کیا پھر ٹھیک ٹھاک بنایا! اسی تخلیق سے متعلق ہے جس پر ہم کلام کر رہے ہیں!

قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ ہمارے دلائل کا جواب نہ ہونے کے سبب نظامی صاحب نے کس طرح طعنوں تشنوں پر اتر کر کوسنا شروع کردیا ہے! خیر ہم ان طعنوں تشنوں کو ان کی تلملاہٹ سمجھ کر نظر انداز کرتے ہیں!
 رہے آپ کے پیش کردہ شواہد تو ان کی دلالت سے انکار کب ہے؟؟ ہم تو کہتے ہیں کہ ہاں، خلق کہہ کر کبھی اس کے سارے مراحل بھی مراد ہوسکتے ہیں، مگر ہمیشہ یوں ایسا نہیں ہے! البتہ آپ کے پیش کردہ شواہد کے بارے میں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اس سے بعد از تخلیق اندرونی ارتقاء اور تجدد وحدث کی نفی برگز نہیں ہوتی، پس "دحو" ان شواہد میں مذکور "خلق" میں شامل ہے یا نہیں، یہ اپنے آپ میں ایک سوال ہے! اور جب یہ خود محل سوال ہے، تو اس سے استدلال کیسا؟

کمٹ نمبر 15 کا جواب

جی جناب، ہمیں دو مختلف چیزوں کے وقوع کا وقت مختلف ہونے میں کوئی تضاد واقعی نظر نہیں آتا، یوں سمجھیں کہ "کمرے کی چنائی چھت پڑنے سے پہلے ہوئی تھی"، اس بات میں اور اس میں کوئی تعارض نہیں ہے کہ "کمرے کی

فنشنگ چھت پڑنے کے بعد ہوئی تھی"، اگرچہ کمرے میں فنشنگ کا سامان پہلے ہی کیوں نہ رکھ دیا گیا ہو! یقیناً پرائمری کا بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ اس میں کوئی تعارض نہیں ہے!!

رہی یہ بات کہ ہم نے کہاں جواب دیا؟ تو ہمارے کمنٹ نمبر 4، کمنٹ نمبر 10 اور خود کمنٹ نمبر 15 جس کا آپ جواب دے رہے ہیں، بالخصوص ملاحظہ فرمائے جاسکتے ہیں، جہاں ہم نے واضح کیا کہ کوئی تضاد ہے ہی نہیں! (تضاد رفع کرنا آپ کے الفاظ ہیں، ہمارے نزدیک تضاد ہے ہی نہیں! مقدمہ تضاد کا آپ نے قائم کیا جسے ثابت آپ نہ کرسکے!)

Like · 87 · November 6 at 2:07am



Mirza Ahmed Wasim Beg

(23)

کمنٹ نمبر 16 کے اعتراض کی وضاحت
رتق وفتق کے سلسلے میں آپ کو جو زعم ہے، آئیے اس پر بھی تھوڑی سی تفصیل ہو ہی جائے:
{ أَوَلَمْ يَرِ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ (30) وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ (31) وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَفَقًا مَحْفُوظًا وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ (32) وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ } [الأنبياء: 30 - 33]

کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے تھے تو ہم نے ان کو جدا جدا کر دیا؟ اور تمام جاندار چیزیں ہم نے پانی سے بنائیں پھر یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے؟ اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تاکہ لوگوں (کے بوجھ) سے ہلنے (اور جھکنے) نہ لگے اور اس میں کشادہ راستے بنائے تاکہ لوگ ان پر چلیں۔ اور آسمان کو محفوظ چھت بنایا اس پر بھی وہ ہماری نشانیاں سے منہ پھیر رہے ہیں۔ وہی اللہ ہے جس نے رات اور دن، سورج اور چاند کو پیدا کیا ہے، سب کے سب اپنے اپنے مدار میں تیرتے پھرتے ہیں۔

* قارئین ملاحظہ کر سکتے ہیں کہ یہ سیاق پوری طرح خلق کی ابتداء کا ہے!
* رتق وفتق کے معنی بھی اسی پر دال ہیں، کوئی اور معنی صرف تاویلا کیا جاسکتا ہے!

* مفسرین میں سے قدیم ترین مفسرین سلف؛ ابن عباس، حسن، عطا، ضحاک اور قتادہ وغیرہ نے اس کی یہی تفسیر کی ہے! (دیکھیں طبری وقرطبی و دیگر کتب تفسیر)

* ابن کثیر نے دوسرے معنی کو پہلے معنی میں ضم کرکے اختلاف کو تنوع بنادیا ہے، پس کسی دوسری تفسیر کے ورود سے بھی کوئی اشکال پیدا نہیں ہوتا، اگرچہ کہ مفسرین پر استدلال کی بنیاد رکھنے سے ہم پہلے دن سے منع کر رہے ہیں!

ان چار نکات (جن کی وضاحت پہلے کی بھی کئی بار کی جاچکی ہے) کی روشنی میں یہ بات اچھی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ نظامی صاحب کا اس بات پر اصرار کہ رتق وفتق تخلیق کے مراحل نہیں ہیں، سوائے بٹ دھرمی کے اور کچھ نہیں ہے! اب رہتا ہے یہ سوال کہ کیوں ہم نے اسے سب سے پہلے نمبر پر رکھا؟ تو جناب "کامن سینس" ہو تو یہ سوال کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے! کیونکہ اگر زمین و آسمان ملے ہوئے تھے، جیسا کہ یہاں سے معلوم ہوا، تو جب ٹک ان کو جدا نہیں کر دیا جاتا، آگے کے کسی مرحلے کا تصور کیونکر کیا جاسکتا ہے؟ کیوں کہ آگے کے مراحل میں زمین و آسمان ہمیں الگ الگ ہی ملتے ہیں! پس کامن سینس کہتا ہے کہ یہ اولین مرحلہ ہے!

دوسری دلیل اس کی یہ ہے کہ سورہ حم سجدہ کی آیت میں مذکور ہے کہ "ثم استوى السماء وهى دخان"، کہ پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا کہ جو دھواں سا تھا! تو جناب، اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہاں جو مرحلہ بیان کیا جارہا ہے، وہ پہلا نہیں، بلکہ یہاں آسمان دھویں کی شکل میں موجود تھا! پس اس پہلے مرحلے کو اگر ہم قرآن میں تلاش کریں تو رتق وفتق کے سوا کچھ نہ پائیں گے!! آپ نے دعویٰ کیا کہ: //جبکہ سورہ بقرہ کی آیت 29 اور حم سجدہ کی آیات میں اسے پہلا مرحلہ بیان کیا گیا ہے۔// تو ذرا ہمیں وہ الفاظ ان دونوں مقامات پر دکھائیں کہ جن سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ پہلا مرحلہ ہے، اور اس سے پہلے کوئی مرحلہ نہیں!!

آپ کا فرمان: //تیسرا مرحلہ بھی آپ کا اپنا خود ساختہ ہے، جس پر کوئی قرآنی آیت دلالت نہیں کرتی۔ آپ کے اس مرحلہ میں دحو ارض بھی شامل ہے، اور تسویہ سماء بھی۔// جناب! ویسے تو سیاق کلام سے آپ کو سمجھ لینا چاہئے تھا، لیکن نہیں سمجھ سکے تو سمجھا دوں کہ یہاں ہم نے یہ واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ تسویہ اور دحو تخلیق سے الگ مستقل مرحلے ہیں! ان کے درمیان ترتیب کا بیان ابھی مقصود نہیں! اور نہ یہ کہنا مقصود ہے کہ یہ دونوں ایک ہی ہیں!! پس

تخلیق سے اسے ممتاز کرنا مقصود تھا! اگر ہمیں پتہ ہوتا کہ آنجناب سمجھنے سے قاصر رہیں گے تو چار مرحلے کرکے بیان کرتے! مگر اس وقت ایسا کوئی مقصد ہی ذہن میں نہیں تھا کہ ترتیب کا خیال رکھا جاتا، ویسے بھی یہ ہمارے اولین جواب سے ماخوذ ہے! رہی تسویہ اور دحو کی دلیل تو وہ ہمارے سارے قارئین کو معلوم ہے، اسے دہرا کر ہم بات کو طویل نہیں کرنا چاہتے!

کمٹ نمبر 17 اور 18 پر تبصرہ

ہم حدیث کو جو بھی سمجھتے ہوں، حدیث آپ کے مقدمے سے خارج ہے، قرآن میں داخلی تضاد آپ کا مقدمہ ہے، اس میں حدیث بہر حال شامل نہیں ہوتی! موضوع کی پابندی اس لئے نہیں ہوتی کہ کسی دوسرے موضوع پر ہم بات نہیں کرنا چاہتے، یا کسی چیز کے منکر ہیں، بلکہ موضوع کی پابندی اس لئے ہوتی ہے کہ بات بہت ساری جہتوں میں پھیل کر اپنا مقصد گم نہ کر دے، اور محدود دائرے میں ترکیز کے ساتھ گفتگو کرکے کسی نتیجے تک پہنچا جاسکے!

آپ کی اور میری زندگی نے وفا کی تو کبھی حدیث کے موضوع پر بھی آپ سے دودو باتھ کر لیں گے، آپ کے "دم خم" کا اندازہ تو کل حدیث کے بارے میں آپ کے چٹکلوں ہی سے ہو گیا تھا!

جہاں تک حاکم کی بات ہے، تو ہم نے حاکم کی تجرید میں ایک قول بھی نقل نہیں کیا، بلکہ ان کو تصحیح میں متساہل گردانا ہے، اور یہ تعدیل سے بالکل الگ معاملہ ہے!! حاکم کی تصحیح کے بارے میں آپ کے پیش کردہ "قاعدے" کے بارے میں ہمیں یقین ہے کہ الٹا لٹک کر بھی آپ "محدثین" سے اسے ثابت نہیں کرسکتے!!

Like · 85 · November 6 at 2:08am



Mirza Ahmed Wasim Beg

(24)

اب تک کی بحث کا خلاصہ:

* پیش کردہ آیات کا مقصود اللہ کی عظمت کا بیان، اس کی نشانیاں اور نعمتوں کی یاد دہانی ہے، ترتیب کا بیان مقصود نہیں ہے کہ اس سے انسانی ہدایت نہیں جڑی ہوئی... ثم اور بعد ذلك مزید برآں کے معنی میں بھی آتے ہیں..

* سادہ طور پر تخلیق کے چار مراحل کہے جاسکتے ہیں، رتق ورتق (زمین و آسمان کا پہلے ملا ہوا ہونا، پھر انہیں جدا کرنا) - خلق الأرض وما فیہا من حیث الأصل (زمین اور اس میں جو کچھ بھی ہے، اس کی اصل کا پیدا کرنا) - تسویہ سماء اور دحو أرض (آسمان کی درستگی، اور زمین کی ہمواری)..

* جب تک سورہ نازعات میں مذکور دحو کے معنی میں تحریف کرتے ہوئے اسے کل مراحل تخلیق پر محیط نہ مانا جائے، قرآن کے بیان میں کوئی تعارض نہیں بنتا... اس لئے کہ دحو اور چیز ہے اور سورہ بقرہ اور حم سجدہ میں مذکور 'خلق' اور چیز ہے.. نیز خلق ہر جگہ اپنے تمام مراحل کو شامل ہو یہ ضروری نہیں... پس دو الگ الگ چیزوں کے وقوع کا وقت مختلف ہونا تضاد کیونکر کہلا سکتا ہے؟

* سورہ نازعات میں مذکور دحو کا معنی "والأرض بعد ذلك دحاها" کے فوراً بعد اگلی ہی آیت میں بیان ہوا ہے "اخرج منها ماءها ومرعاها" لہذا اسے 'خلق' یعنی عدم سے وجود میں لانا سے بدلنا بددیانتی ہوگا...

* سورہ حم سجدہ کی آیت "وجعل فیہا رواسی من فوقہا وبارک فیہا وقدر فیہا أقواتہا فی أربعة أيام" میں ہم نے جو معنی اختیار کیا ہے، وہ یہ ہے کہ یہی دحو کا مرحلہ ہے، اسے اس وجہ سے مقدم کیا گیا ہے کہ یہاں اللہ عزوجل بندوں پر اپنے احسان شمار فرما رہا ہے، لہذا اس کو زمین کی تخلیق کے ساتھ بیان کرنا مناسب حال ہوا، اور اس میں موجود واؤ ایسا کوئی تقاضہ نہیں کرتا کہ ماقبل مستقل اور الگ آیت میں مذکور مرحلے اور اس مرحلے میں کوئی فاصلہ نہ ہو، نہ اسے ماقبل سے جوڑ کر مرتب کرنا اس سے سمجھ میں آتا ہے.. ایسی صورت میں مذکورہ آیت جملہ معترضہ شمار ہوگی اور اگلی آیت "ثم استوی الی السماء..." میں ثم کا عطف، مذکورہ آیت سے پہلے والی آیت "قل انکم لتکفرون بالذی خلق الأرض فی یومین" میں "خلق الأرض" پر ہوگا.. یہ چیز لغت کے کسی قاعدے سے متعارض نہیں ہے...

* واضح رہے کہ آیت میں ایک دوسرے احتمال کی بھی بھرپور گنجائش موجود ہے جسے ہم نے جان بوجھ کر نظر انداز کیا تھا کہ ایک ہی پر ٹک کر بات کی جائے، وہ یہ ہے کہ یہاں پہلی دونوں آیات، یعنی "خلق الأرض" والی اور "وجعل فیہا..." والی آیات کو ایک ہی مرحلے میں شمار کیا جائے، اور اس سے وہی مراد لیا جائے جو سورہ بقرہ میں مذکور ہے... (یعنی زمین اور اس میں جو کچھ ہے، اس کی اصل کو پیدا کرنا) کیونکہ اس میں کہیں بھی پھیلانے اور نکالنے وغیرہ کا ذکر نہیں ہے، بلکہ صرف مقدر کرنے یا ٹھیک ٹھیک اندازہ کرکے رکھ دینے کا ذکر ہے! پس یہ دحو سے مختلف اور متقدم "خلق لکم ما فی الارض جمیعاً" والا مرحلہ بھی ہوسکتا ہے... اس صورت میں مابعد "ثم" ماقبل کے تمام امور پر معطوف ہوکر بھی نازعات میں مذکور دحو سے متعارض نہیں ہوگا..

* اسی طرح کا ایک احتمال یہ بھی ہے کہ "ثم" کے لفظ سے ترتیب نہ مراد لے کر

اسے برائے فصل مان لیا جائے، اور عربی زبان وادب میں اس کی بھی گنجائش اور مثالیں موجود ہیں، ملاحظہ فرمائیں لغت کی ایک اہم کتاب المصباح المنیر کا حوالہ:
 "ثُمَّ : حرف عطف وهي في المفردات للترتيب بمهلة وقال الأخفش هي بمعنى الواو لأنها استعملت فيما لا ترتيب فيه نحو والله ثم والله لأفعلن تقول وحياتك ثم وحياتك لأقومن وأما في الجمل فلا يلزم الترتيب بل قد تأتي بمعنى الواو نحو قوله تعالى {ثم الله شهيد على ما يفعلون} [يونس: 46] أي والله شاهد على تكذيبهم وعنادهم فإن شهادة الله تعالى غير حادثة ومثله {ثم كان من الذين آمنوا} [البلد: 17] [المصباح المنير في غريب الشرح الكبير (84/1)]

ترجمہ اور خلاصے کے بقیہ نکات اگلے کمنٹ میں

Like · 89 · November 6 at 2:15am



Mirza Ahmed Wasim Beg

(25)

ترجمہ:

ثم، حرف عطف ہے، جو مفردات (یعنی تنہا تنہا کلمات) میں ترتیب کا فائدہ دیتا ہے، اخفش کہتے ہیں کہ یہ بمعنی "اور" کے ہے، کیونکہ یہ ان جگہوں میں بھی مستعمل ہے، جہاں پر ترتیب نہیں ہوتی۔ جیسے اللہ کی قسم پھر اللہ کی قسم، میں یہ ضرور کروں گا۔ جیسا کہ آپ کہتے ہیں تمہاری زندگی کی قسم پھر تمہاری زندگی کی قسم، میں ضرور کھڑا ہوں گا۔
 جہاں تک جملوں کی بات ہے تو ان میں ترتیب کوئی لازم نہیں، بلکہ "اور" کے معنی میں آتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: {ثم الله شهيد على ما يفعلون} [يونس: 46] "اور اللہ شاہد ہے اس پر جو وہ کرتے ہیں"۔ یعنی اور اللہ انکی تکذیب اور عناد پر گواہ ہے۔ کیونکہ یقیناً اللہ کا شاہد ہونا غیر حادث ہے۔ اسی کی مثال ہے، {ثم كان من الذين آمنوا} [البلد: 17] "اور وہ ایمان والوں میں سے تھے۔"
 تو جناب اس توضیح سے تو جناب نظامی کے سارے مقدمے کی اساس ہی منہدم ہوگئی! جملوں میں تو ثم ترتیب کے لئے آتا ہی نہیں ہے!

اس لحاظ سے سورہ بقرہ اور سورہ حم میں ترتیب صرف بیان کی ترتیب مانی جائے گی، وقوع کی ترتیب نہیں مانی جائے گی، یا اسے مزید برآں کے معنی میں لیا جائے گا! اس طرح "دحو" کو تخلیق قرار دینے والے وہم کے برقرار رہتے ہوئے بھی تضاد جاتا رہتا ہے!

اسی کے برعکس احتمال بھی ہوسکتا ہے، کیونکہ یہی معاملہ بعد ذلک کا بھی ہے، بعد ذلک کو مزید برآں کے معنی میں لینے میں بھی لغت میں کوئی رکاوٹ نہیں! (ملاحظہ فرمائیں ہمارا کمنٹ نمبر 10)
 نوٹ: کوئی یہ نہ کہے کہ ہم تو اقرار کر چکے تھے کہ ثم تراخی کے لئے آتا ہے! جی ہاں، ہم اب بھی کہتے ہیں کہ ثم تراخی کے لئے آتا ہے، لیکن یہ نہیں کہتے کہ برجگہ لازماً تراخی ہی کے لئے آتا ہے! لہذا یہ احتمال اپنی جگہ بالکل قائم ہے!
 * تضاد اس وقت ہوتا ہے جب کہ ہم کوئی ایسا معنی لینے پر "مجبور" ہوں، جس سے تضاد لازم آئے، جبکہ یہاں ایسی کوئی مجبوری نہیں ہے... متعدد واضح معانی کا احتمال موجود ہے، جن میں کوئی ٹکراؤ نہیں...

* ان احتمالات میں سے کسی کو بھی اختیار کرنے سے آیات کے اصل مقصود میں کہ جس کا ذکر کیا گیا کوئی فرق واقع نہیں ہوتا...
 * ہم نے جو معنی اختیار کیا، اور جو وضاحت بیان کی وہ اس مکالمے کے پیش نظر وجود میں نہیں لائی گئی، بلکہ نقل ہوتی ہوئی آئی ہے، چنانچہ بطور مثال صحیح بخاری کتاب التفسیر باب سورة حم السجدة کے اندر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔

Like · 98 · November 6 at 2:16am



Mirza Ahmed Wasim Beg

(26)

نظامی صاحب کے چند مزید اشکالات (خلاصے میں مذکور اشکالات کے علاوہ)، جن کو بار بار پوری قوت سے رد کیا گیا، مگر وہ اب بھی ان ہی پر اصرار کر رہے ہیں:
 (1) ان کے بقول رتق اور فتق تخلیق سے متعلق نہیں ہیں، جب کہ ہم نے بتایا کہ سیاق و سباق بھی یہی کہتے ہیں اور لغوی معنی بھی اسی کی تائید کر رہے ہیں، اور مفسرین کا بہانہ بھی نہیں چل سکتا کیوں کہ ابن عباس، حسن، عطا، ضحاک اور قتادہ وغیرہ سلف سے اس کی یہ تفسیر ثابت ہے (دیکھیں طبری وقرطبی و دیگر کتب تفسیر) کہ زمین و آسمان ملے ہوئے تھے! اسی ضمن میں رتق اور فتق کے معنی کو بھی رکھ لیں، جسے ہم نے کمنٹ نمبر 7 اور 13 میں بیان کیا۔ اور نظامی صاحب کے کمنٹ نمبر 13 کے جواب (کمنٹ نمبر 21) میں مزید اس کی توكيد بھی کردی گئی!

(2) آنجناب کا خیال ہے کہ لفظ تخلیق چونکہ بعض جگہوں پر تمام مراحل کو شامل ہے، اس لئے ہر جگہ اس سے تخلیق کے تمام مراحل مراد لیے جائیں، جس کے بعد کسی اضافی تکمیلی، تحسینی، تزئینی وغیرہ مرحلے کی گنجائش نہ ہو!

حالانکہ کامن سینس کی بات ہے کہ اگر ایک جگہ یا بعض جگہوں پر تخلیق کا لفظ بول کر اس کے تمام مراحل مراد لئے گئے ہیں تو یہ بالکل بھی ضروری نہیں کہ ہر جگہ اس سے تمام مراحل مراد لئے جائیں، اس پر ہم نے واضح شواہد خود قرآن ہی سے پیش کیے، مگر نظامی صاحب نے اس پر توجہ دینے یا ان کا جواب دینے کی زحمت گوارہ نہیں فرمائی! اسی ضمن میں ان کا یہ اشکال ہے کہ "تسویہ" اور "دحو" تخلیق سے کوئی الگ چیز نہیں، بلکہ ہر جگہ تخلیق میں یہ شامل ہے، جو کہ ایک بے بنیاد ضد ہے! (3) دحو کو آنجناب تخلیق ہی قرار دیتے ہیں، حالانکہ دحو کی تشریح خود قرآن ہی نے کردی جیسا کہ بار بار عرض کر دیا گیا! اور دحو کے معنی تخلیق کے برگز کسی لغت میں نہیں ہیں!

(4) نظامی صاحب کے خیال میں ترتیب جو ہم بیان کر رہے ہیں وہ قرآنی نہیں ہے، حالانکہ عین قرآنی ترتیب ہم بیان کر رہے ہیں! یعنی پہلے رتق وقت پر زمین اور جو کچھ اس میں ہے اس کی من حیث الاصل تخلیق، پھر آسمان کا "تسویہ"، پھر زمین کا "دحو" یعنی لوازمات حیات سے اسے آراستہ کرنا! (ملاحظہ فرمائیں ہمارا کمنٹ نمبر 16 و دیگر مقامات) (5) یہ شبہ کہ ثم اور بعد ذلک ہر جگہ ترتیب وقوع کے لئے آئے ہیں، حالانکہ ایسا نہیں ہے، جیسا کہ ہم نے بتایا تھا بھی، صرف جملوں کی ترتیب یا بیان کی ترتیب کے لئے آسکتا ہے، اور بعد ذلک میں "بعدیت" وجود میں آنے کی ترتیب کے علاوہ بھی متعدد چیزوں کی طرف راجع ہوسکتی ہے!

(6) حدیث ضعیف سے استدلال پر بھی نظامی صاحب کو اصرار ہے، حالانکہ حدیث ضعیف کہتے ہی اسے ہیں جس کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ثابت ہی نہ ہوتی ہو!

(7) ایک نہایت اہم اشکال جو سارے فساد کی جڑ ہے، وہ نظامی صاحب کی یہ بچکانہ سوچ کہ اگر کسی کے بھی ذہن میں کوئی ایسا معنی آجائے جس سے تضاد لازم آتا ہو، تو تضاد ثابت ہوسکتا ہے! حالانکہ تضاد صرف اسی صورت میں ہوسکتا ہے، جب کہ ہم ایسا معنی لینے پر مجبور ہوں، جس سے تضاد لازم آتا ہو! جب کہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہاں متعدد معانی کی اس خوبصورتی سے گنجائش ہے کہ اصل مقصود پر ذرہ بھر بھی فرق نہیں پڑتا، اور تضاد کا کوئی شائبہ تک بھی نہیں پایا جاتا!!

Like · 130 · November 6 at 2:16am



Ayaz Nizami main ne jumayrat kay roz ahmed wasim sahib ko message kar kay ittila kar di thi kay mujhay emergency main aik safar par nikalna para'umeed thi kay ahmed wasim sahib apnay comments main is ka zikar kar dain gey` unhon ne zikar nahi kia to un say koi gila nahi` mairay mobile par urdu key board dasty ab nahi` internet connection ki bhi adm dasty abi hay, moqa militay hi main jawab doon ga , roman urdu kay liay mazrat

Like · 62 · November 9 at 1:13am



Mirza Ahmed Wasim Beg

جناب نظامی صاحب! آپ کے آخری کمنٹ کے حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ کے میسج سے برگز مجھے کوئی ایسا مطلب سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ آپ اپنے سفر کی اطلاع دینے کی ذمہ داری میرے کاندھوں پر ڈالنا چاہتے ہیں.. دوسری بات، آپ کے سفر کو بھی کافی وقت ہوا، آپ کے آخری کمنٹ ہی کو دو دن سے زیادہ ہو گئے.. آپ سے مودبانہ گزارش ہے کہ کم از کم وقت کی ہی تعیین کر دیں کہ کب تک واپس تشریف لائیں گے؟ یاد رہے کہ شرائط میں یہ بات طے شدہ تھی کہ گفتگو ایک ہفتے سے زیادہ نہیں چلے گی.. اب آپ کے سفر کے سبب اگر ہم اس کے وقت کو بڑھاتے ہیں، تب بھی وقت کی تعیین ضرور ہونی چاہیے

Like · 119 · November 11 at 3:39pm



Ayaz Nizami

(19)

سب سے پہلے تو میں اپنے تمام موافقین و مخالفین سے معذرت خواہ ہوں کہ عین مکالمے کے دوران مجھے ایک بے حد ضروری سفر پیش آ گیا جس کی وجہ سے آپ تمام لوگوں کو انتظار کی زحمت میں مبتلا رہنا پڑا۔ میری اس غیر حاضری کو کیا کیا معنی پہنائے گئے وہ گمان کرنے والوں کا اپنا فعل ہے، میری جانب سے یہ غیر حاضری کسی بدنیتی پر مبنی نہیں تھی بلکہ عین عذر تھا۔ میں اب واپس پہنچ چکا ہوں اور میری پوری کوشش ہوگی کہ یہ مکالمہ اپنے منطقی انجام کو پہنچے اور سوچ سمجھ کر پڑھنے والوں اور حقیقت تک رسائی کے خواہاں افراد کو کوئی فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔ قرآن کے اس تضاد کو جس پر یہ بحث جاری ہے میرا موقف دوبارہ سے ذہن میں تازہ کرنے کیلئے قارئین سے التماس ہے کہ میرا کمنٹ نمبر 12 دوبارہ ملاحظہ کر لئیں۔

میری عدم موجودگی کے دوران اس مکالمے پر جو قابل توجہ تبصرے ہوئے ہیں ان میں ایک بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ مکالمہ کی زبان بہت ثقیل ہے اور خالصتاً فنی اصطلاحات کا استعمال کیا گیا ہے، جن کا سمجھنا عام قارئین کیلئے

مشکل ہے، میں اپنی طرف سے ایسے تمام قارئین کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ آئندہ اپنے طور پر خود کو اس بات کا پابند بنانا ہوں کہ آسان فہم گفتگو ہو اور جہاں کہیں مجبوری میں اصطلاحات کا استعمال ہو وہاں ان کی لازماً وضاحت بھی کر دی جائے۔ (ضروری نوٹ: میں نے اپنے کمنٹ نمبر 12 میں غلطی سے لکھ دیا ہے کہ قرآن نے سات مقامات پر کہا ہے کہ اللہ نے زمین و آسمان کو سات دنوں میں تخلیق کیا، جبکہ قرآن نے سات دنوں میں نہیں بلکہ چھ دنوں میں زمین و آسمان کی تخلیق کا ذکر کیا ہے۔ میں نے غلطی سے چھ دنوں کو سات دن لکھ دیا)

Like · 35 · November 22 at 2:34am



Ayaz Nizami

(20)

اب تک کی بحث کا جو میں نے نتیجہ اخذ کیا ہے وہ یہ ہے کہ مولانا احمد وسیم صاحب کا کہنا ہے کہ سورة النازعات میں دحو الارض (زمین کا بچھانا) تخلیق ارض میں شامل نہیں ہے۔ اور مولانا احمد وسیم صاحب کا یہ بھی فرمانا ہے کہ دحو الارض کی تفسیر خود قرآن نے اگلے الفاظ میں اخرج منها ماءها و مرعاها و الجبال ارساها (اور اس سے اس کا پانی اور چارہ نکالا۔* اور پہاڑوں کو اس میں گاڑا) کہہ کر بیان کر دی ہے۔

بقول مولانا احمد وسیم صاحب اس طرح دحو الارض (زمین کے بچھانے کا مرحلہ) کو تخلیق ارض کے بعد کا مرحلہ مان کر تضاد رفع ہو جاتا ہے۔

اپنے اس موقف کی تائید میں مولانا احمد وسیم صاحب نے حضرت ابن عباس کا ایک تفسیری قول بھی نقل کیا جو مولانا کے کمنٹ نمبر 5 میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ حضرت ابن عباس کی بیان کردہ ترتیب کے مطابق ترتیب کچھ یوں ہے۔

- 1- پہلے دو دنوں میں زمین کو پیدا کیا گیا۔
- 2- اگلے دو دنوں میں آسمان کی طرف متوجہ ہو کر سات آسمان بنائے
- 3- مزید آگے دو دنوں میں زمین کو بچھایا (دحو الارض) اس میں سے پانی اور چارہ نکالا اور زمین پر پہاڑوں کو گاڑا۔

اب ایک طرف ہمارے سامنے قرآن کی بیان کردہ ترتیب ہے، جو سورہ حم سجدہ کی آیات 9 تا 12 میں بیان ہوئی ہیں، جو اس طرح ہے:

- 1- پہلے دو دنوں میں زمین کو پیدا کیا (خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ)
- 2- اور اسی نے زمین میں اس کے اوپر پہاڑ بنائے اور اس میں برکت رکھ دی اور اس میں تمام طلبیگاریوں کی ضرورت کے برابر (جَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا)
- 3- پھر اللہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور اس نے دو دنوں میں سات آسمان بنائے (فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ)

مجھے اس مقام پر صرف وہ دلیل درکار ہے کہ جس کی وجہ سے قرآن کی بیان کردہ ترتیب کو چھوڑ کر حضرت ابن عباس کی بیان کردہ ترتیب کو ترجیح دی جائے۔ کیا حضرت ابن عباس کا ایک ذاتی قول جو کہ حدیث نبوی بھی نہیں ہے، ان کے قول کو قرآن کے الفاظ پر بھلا کس طرح ترجیح دی جا سکتی ہے؟ مجھے اس بات کا مختصر اور مدلل جواب درکار ہے۔ جس میں بلاوجہ طوالت پیدا کر کے بات کو الجھایا نہ گیا ہو بلکہ to the point جواب دیا گیا ہو۔

Like · 46 · November 22 at 2:37am



Mirza Ahmed Wasim Beg

بسم الله الرحمن الرحيم

جواب نمبر (5)

(27)

سب سے پہلے تو میں تمام قارئین کو یاد دلانا چاہوں گا کہ مکالمے کی مدت ایک ہفتہ بم نے شروع ہی میں طے کر لی تھی، اور اس میں ایسا کوئی استثناء نہیں تھا کہ اگر کسی کوسفر وغیرہ پیش آجائے تو اس کو بڑھایا جاسکتا ہے۔ ان سب باتوں کے باوجود جب نظامی صاحب نے اپنے سفر کی اطلاع دی تو اس سبب ہم نے ان کی رعایت کرتے ہوئے تھوڑی سی ڈھیل دینی چاہی کہ کل کو یہ نہ کہا جاسکے کہ سفر کے سبب حاضر نہیں ہوئے تو مکالمہ ختم کر کے ظلم کیا گیا۔

حالانکہ بحث بھی دوسرے ہی جواب میں اپنے منطقی انجام تک پہنچ چکی ہے، اور اب پرانی باتوں کے اعادے کے سوا کچھ نہیں بچا! پھر بھی نظامی صاحب کے سفر کے دوران جب کہ وہ مختصر وقت کے لئے آن لائن بھی ہوتے رہے، ہم نے ان سے ایک سے زائد بار گزارش کی کہ وقت متعین کر دیں کہ کب واپسی ہوگی، لیکن اس کا جواب بھی ہمیں نہیں ملا۔ لیکن پھر بھی صبر کا دامن ہم نے ہاتھ سے نہیں چھوڑا، اور لگاتار ان کے انتظار میں پلکیں بچھائے رہے!

یہاں ایک اہم چیز تمام قارئین کے علم میں لانا چاہوں گا کہ مکالمے کا اصل وقت ختم ہو چکا ہے، اور یہ ایکسٹنشن ہے! اس ایکسٹنشن کے متعلق میں نے نظامی صاحب کو میسیج کیا تھا کہ وہ طرفین کی جانب سے ایک ایک جواب تک محدود ہونا چاہیے! لہذا اصولاً یہ مکالمہ آج میرے جواب سے اختتام پذیر ہوجانا چاہیے!



Mirza Ahmed Wasim Beg

(28)

کمنٹ نمبر (20) کا جواب

مجھے بہت افسوس ہوا کہ آنجناب میری تقریر کا صرف ایک جزو سمجھ سکے، حالانکہ آنجناب کے اشکالات جن مختلف مغالطوں پر مبنی تھے، ان میں سے ایک ایک کی گرہ کشائی میں نے بحمد اللہ کی ہے! بلکہ میں تو یہ سمجھنے پر مجبور ہوں کہ آنجناب میرے کمنٹ مکمل پڑھے بغیر جواب دیتے ہیں! نتیجتاً پرانے سوالوں کو دہراتے ہیں!

پھر تنبیہ کروں کہ آپ تضاد ثابت نہیں کرسکے، اس لئے "تضاد رفع ہونا" آپ کی اپنی تعبیر ہے، اس کے لئے میں قطعی ذمہ دار نہیں ہوں! (اس سے پہلے جواب نمبر 4 کے اندر کمنٹ نمبر 22 میں آپ کے کمنٹ نمبر 15 کا جواب دیتے ہوئے یہ تنبیہ گزر چکی ہے)

پھر واضح کروں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اثر کو ہم نے برگز استدلال یا بطور دلیل وثبوت کے نہیں پیش کیا، بلکہ صرف یہ ظاہر کرنے کے لئے کیا کہ یہ تفسیر ہماری خانہ ساز نہیں ہے! (قطع نظر اس سے کہ تفسیر قرآن میں اقوال صحابہ کی استدلالی حیثیت کیا ہے) (اس سے پہلے یہ وضاحت جواب نمبر 3 میں کمنٹ نمبر 17 کے اندر بھی گزر چکی ہے)

جہاں تک ترتیب کی بات ہے تو وہ کہاں سے ماخوذ ہے اس کی وضاحت ہم اپنے جواب نمبر (3) کے کمنٹ نمبر (15) اور (15) میں آپ کے کمنٹ نمبر 7 اور 8 کا جواب دیتے ہوئے کر آئے ہیں۔

ربا سورہ حم سجدہ کے بارے میں آپ کا سوال تو اس کا جواب بھی بار بار ، دوٹوک اور to the point ہی عرض کیا گیا، اس میں آپ کے مغالطے کو خوب واضح کیا گیا، ملاحظہ فرمائیں :

جواب نمبر 1 کمنٹ نمبر 4

جواب نمبر 2 کمنٹ نمبر 10

جواب نمبر 3 کمنٹ نمبر 15 بالخصوص اور کمنٹ نمبر 16 کا ابتدائی حصہ

جواب نمبر 4 کمنٹ نمبر 24 خلاصے کے تحت تیسرا پوئنٹ

نیز کمنٹ نمبر 22 میں آپ کی توجہ پیچھے کی طرف مبذول کرائی گئی ان وضاحتوں کے بعد اگر آپ کو مزید استفسار مقصود تھا تو آپ کو پہلے ہمارے ان جوابات کا تجزیہ کرنا تھا، اس میں ضعف کے پہلو نکالنے تھے، اور سوالات کھڑے کرنے تھے، اس کے مقابل آپ نے صرف اپنے پرانے مغالطے کو دہرانے پر اکتفا کرکے ایک بار پھر مکالمے کا مذاق اڑایا ہے!

اس کے علاوہ ترتیب کے مقصود نہ ہونے پر میں نے ان مقامات پر کلام کیا: کمنٹ نمبر 3

کمنٹ نمبر 26 اشکالات کے تحت پوئنٹ نمبر 5 ،

کمنٹ نمبر 10 اور کمنٹ نمبر 15 کے آخر میں

ثم جملوں میں ترتیب کے لئے نہیں آتا، اس پر ہم نے اپنے خلاصے میں کلام کیا، کمنٹ نمبر 24 اور 25

آیت کے دیگر احتمالات پر ہم نے کمنٹ 20 کے اندر نظائر قرآنی پر گفتگو کرتے ہوئے بات کی، نیز خلاصے کے اندر کمنٹ نمبر 24 میں پوئنٹ 4 کے تحت گفتگو کی

نیز تضاد کے مفہوم کی بار بار یاد دہانی کرائی:

کمنٹ نمبر 2

کمنٹ نمبر 7

کمنٹ نمبر 15

کمنٹ نمبر 22

کمنٹ نمبر 25 (خلاصہ)

کمنٹ نمبر 26 پوئنٹ نمبر 7

وغیرہ

تو کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ آخر کیوں آپ بار بار ایک ہی سوال اور ایک ہی بات دہرا رہے ہیں؟ جب کہ آپ نے ہماری جوابی معروضات پر کوئی نقد بھی فرمانے کی زحمت نہیں فرمائی؟ یہ جتنی بار ہم نے اپنی باتوں کو دہرایا ہے، وہ آپ کے سوال کے جواب ہی میں دہرایا ہے! آخر سامنے والے کے دلائل کو مسلسل نظر انداز کر کے پرانے مغالطوں کو دہرانا کون سا اسلوب مکالمہ ہے؟

افسوس کے ساتھ عرض ہے کہ یا تو آنجناب زبان و بیان کے اسالیب سے ناواقف ہیں، یا پھر تجاہل عارفانہ برت رہے ہیں! عرض ہے کہ اسے تضاد نہیں کہتے! تضاد تو یوں ہوتا کہ ایک جگہ کہا جاتا، اللہ نے زمین کو بنایا، دوسری جگہ کہا جاتا کہ نہیں بنایا!

تو یہ بحث جیسا کہ عرض کیا بہت پہلے اپنے منطقی انجام کو پہنچ چکی ہے! اور اس مکالمے کے شرائط کے تحت یہ مکالمہ بھی ختم ہوجانا چاہیے، تو میرے خیال سے اب اگر آپ کو مزید گفتگو کرنی ہے، تو بہتر ہے کہ وہ مستقل نئے تھریڈ سے ہو، کسی دوسرے موضوع پر ہو، یا پھر آپ اپنے تضاد والے مقدمے ہی پر کوئی اور دلیل پیش کریں! کیونکہ اس دلیل میں، آپ کے پچھلے تین جواب گواہ ہیں کہ، اب کچھ نیا کہنے کے لئے آپ کے پاس نہیں بچا ہے!

یونہی ہوا میں ہی خنجر چلا دیا تم نے
ہماری بات کو سمجھا بھی ہے بھلا تم نے

Like · 65 · November 23 at 2:56am



Ayaz Nizami

(21)

بہت عجیب بات فرمائی مولانا صاحب نے کہ قرآن ایک جگہ کہتا کہ ہم نے زمین بنائی اور دوسری جگہ فرمانا کہ ہم نے زمین نہیں بنائی تو تب تضاد ثابت ہوتا، لہذا اگر قرآن ایک جگہ کہتا ہے کہ ہم نے پہلے زمین بنائی اور اس کے بعد آسمان بنایا اور پھر دوسری جگہ کہے کہ ہم نے آسمان بنایا اور اس کے بعد زمین بنائی تو یہ کوئی تضاد ہی نہیں ہے۔ بہت خوب 😊

گویا زید کہتا ہے کہ میں جمعرات کو لاہور گیا پھر کہتا ہے کہ میں جمعہ کو لاہور گیا تو یہ کوئی تضاد ہی نہیں ہے، کیونکہ تضاد تو تب ہوتا کہ زید پہلے یہ کہتا کہ میں جمعرات کو لاہور گیا اور پھر کہتا کہ میں جمعرات کو لاہور نہیں گیا۔ مولانا صاحب! تضاد تسلیم نہ کرنے کی یہ رعایت صرف قرآن کو ہی حاصل ہے یا زید کو بھی اس معاملے میں آپ یہی رعایت دینے کیلئے تیار ہیں؟

زید کا یہ کہنا کہ وہ جمعہ کے دن لاہور گیا تھا درحقیقت اپنے پہلے بیان کی نفی ہے کہ وہ جمعرات کو لاہور گیا تھا، اسی طرح قرآن کا یہ کہنا کہ اس نے آسمان کو بنایا اور اس کے بعد زمین کو (سورۃ النازعات) اپنے پہلے بیان کی نفی ہے کہ اس نے پہلے زمین کو بنایا اور بعد میں آسمان کو (سورہ بقرہ آیت 29 اور سورہ حم سجدہ آیت 9 تا 12)۔ اور اسی کو تضاد کہتے ہیں کہ دونوں باتوں کا بیک وقت درست ہونا محال ہو۔

مولانا کو بہت اچھی طرح معلوم ہے کہ جب تک وہ دحو الارض کو تخلیق ارض سے الگ قرار نہ دیں، قرآن کے اس تضاد کو چھپانا بہت مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے، یہ مولانا کی مجبوری ہے۔ دحو الارض کو تخلیق کا مرحلہ شمار کرنے پر میرا اصرار اس لئے ہے کہ قرآن کے اپنے الفاظ کی وجہ سے میں دحو الارض کو تخلیق ارض کا ہی مرحلہ قرار دوں، کیونکہ قرآن نے سات مقامات پر کہا ہے کہ اس نے چھ دنوں میں زمین و آسمان کو تخلیق کیا، پھر سورہ حم سجدہ میں تیسرے اور چوتھے دن میں زمین پر پہاڑ گاڑنے کی بات کر رہا ہے، جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ دحو الارض ان چھ دنوں کے اندر ہی ہوا ہے جسے قرآن نے باربا تخلیق ارض و سماء کی مدت قرار دیا ہے۔

یہاں مولانا صاحب فرمائیں گے کہ سورۃ حم سجدہ میں بھلا دحو الارض کا ذکر ہی کہاں ہوا ہے؟ تو عرض ہے کہ خود مولانا صاحب متعدد بار فرما چکے ہیں کہ دحو الارض کی تفسیر سورۃ النازعات میں اخرج منها ماءھا و مرعاھا و الجبال ارساھا کے ذریعہ کر دی ہے جس میں پہاڑوں کا زمین پر گاڑنا مذکور ہے اور سورۃ حم سجدہ میں بھی درمیان کے دو دنوں میں پہاڑوں کے گاڑنے کا ذکر ہے جو مولانا کے اپنے بیان کے مطابق دحو الارض کی تفسیر ہے۔

اس مسئلہ کا حل مولانا نے یہ نکالا ہے کہ سورۃ حم سجدہ سے ترتیب کا ہی انکار کر دیا جائے۔ جب خود قرآن کے الفاظ سے ترتیب کا بیان معلوم ہو رہا ہے تو کسی اور کے پاس بھلا کیا گنجائش رہ جاتی ہے کہ وہ سورۃ حم سجدہ سے ترتیب کا انکار کرے۔ پورے قرآن میں سورہ حم سجدہ کی آیات ہی وہ آیات ہیں جن میں تفصیل سے تخلیق ارض و سماء کو بیان کیا گیا ہے، اور باقاعدہ دنوں کی تعداد بیان کر کے بتایا گیا ہے کہ زمین و آسمان کو کب اور کیسے بنایا گیا ہے۔ اس لئے زمین و سماء کی تخلیق کی وضاحت کا اصل استدلال سورہ حم سجدہ کی آیات سے ہی بنتا ہے، اور سورۃ النازعات کی آیات اس سے واضح طور پر متصادم ہے۔ سورۃ حم سجدہ میں بیان شدہ تفصیل نے مومنین کیلئے کوئی موقع چھوڑا ہی نہیں ہے کہ سورۃ النازعات کے آیات سے اس تضاد کی کوئی تاویل بیان کی جا سکے، اس کا واحد حل یہ ہے کہ سرے سے ترتیب کا ہی انکار کر دیا جائے، اب محض قرآن کے تضاد کو چھپانے کیلئے تو قرآن کو یہ رعایت نہیں دی جا سکتی نا۔ کیونکہ ثم کا حرف اصلا تراخی یعنی تاخیر کو بیان کرنے کیلئے وضع کیا گیا ہے اب اسے اس کے اصل معنی سے ہٹانا ہے تو اس کیلئے ایک قرینہ درکار ہے اور قرینہ یہ ہے کہ ترتیب کو تسلیم کر لیا جائے تو قرآن میں تضاد واقع ہوتا ہے۔

میں اپنے دلائل مکمل کر چکا ہوں، اب فیصلہ کرنا قارئین کا کام ہے، قرآن کی آیات جن کی تفصیل میں اپنے کمنٹ نمبر 12 میں بیان کر چکا ہوں سامنے رکھئے ان پر غور کیجئے۔

آخر میں میں شکر گزار ہوں کہ میری تقریباً پندرہ روزہ غیر حاضری کے باوجود مولانا نے مکالمے کو اختتام پزیر کرنے میں پورا تعاون کیا۔ میرے اس کمنٹ کے بعد مولانا صاحب اپنا اختتامی کمنٹ پوسٹ کر دیں۔ اور اس کے بعد اس گروپ کو اسی طرح ہی رہنے دیا جائے، اور کوئی تبدیلی نا کی جائے۔ قارئین میں سے کسی بھی شخص کے ذہن میں اس بحث سے متعلق کوئی سوال ہو تو میری ٹائم لائن پر مجھ پر اس بارے میں کھل کر سوال کر سکتا ہے۔

Like · 39 · November 23 at 10:48pm



Mirza Ahmed Wasim Beg

بسم الله الرحمن الرحيم

آخری جواب

(29)

نظامی صاحب نے فرمایا: ///بہت عجیب بات فرمائی مولانا صاحب نے کہ قرآن ایک جگہ کہتا کہ ہم نے زمین بنائی اور دوسری جگہ فرماتا کہ ہم نے زمین نہیں بنائی تو تب تضاد ثابت ہوتا، لہذا اگر قرآن ایک جگہ کہتا ہے کہ ہم نے پہلے زمین بنائی اور اس کے بعد آسمان بنایا اور پھر دوسری جگہ کہے کہ ہم نے آسمان بنایا اور اس کے بعد زمین بنائی تو یہ کوئی تضاد ہی نہیں ہے۔ بہت خوب /// جواب: عجیب اس لئے لگی جناب کو یہ بات کہ تضاد کا مفہوم جب کھلے کھلے لفظوں میں بیان کیا گیا، تو آنجناب نے توجہ نہیں فرمائی، جب ایک مثال سے اسے سمجھانے کی کوشش کی گئی تو آنجناب نے اس سے من چاہا مفہوم اخذ کر لیا!! جناب من! تضاد کا فیصلہ کرنے میں سیاق و سباق اور موقعہ و محل پر چیز کی رعایت کی جائے گی، جیسا کہ آپ کو بار بار سمجھانے کی کوشش کی گئی۔ بار بار کلام میں مخصوص وجوہات اور حکم و مصالح کی بنیاد پر تقدیم و تاخیر ہوتی ہے، میں نے عرض کیا کہ نازعات کے اندر "اشد الخلق" کی بات چل رہی ہے، سو آسمان کا ذکر پہلے مناسب حال تھا، اگرچہ کہ اس کے بعد زمین کی تخلیق کا نہیں، بلکہ زمین کے دحو کا ذکر کیا گیا، اور آپ کو چیلنج کیا کہ کسی لغت سے دحو کے معنی خلق لاکر دکھا دیجئے! دوسری طرف حم سجدہ کے بارے میں عرض کیا کہ وہاں رد شرک کے سیاق میں بندوبست پر احسانات کا ذکر چل رہا ہے، لہذا وہاں زمین کے متعلقات کو پہلے یکجا کر دیا گیا ہے، کہ انسان جن نعمتوں سے بہرہ اندوز ہوتا ہے، ان کا براہ راست تعلق اسی زمین سے ہے! مگر اسلوب بیان میں پھر بھی اس بات کی بھرپور رعایت کی گئی کہ جملہ معترضہ جملہ معترضہ ہی رہے اور سمجھا جا سکے، اور اصل سلسلہ کلام بھی نہ ٹوٹے پائے، اس طرح کہ آسمان کے تسویہ کوزمین کے پیدا کرنے پر عطف کیا گیا، جب کہ متعلقات ارض کو ایسے پیرائے میں لایا گیا کہ اس کی ترتیب ہی لازم نہیں آتی، اور وہ پوری بیانی و بلاغی وسعت کے ساتھ جملہ معترضہ ہی رہتا ہے! گوکہ یہ امر پھر بھی اپنی جگہ برقرار ہے کہ دحو کا لفظ یہاں نہیں ہے، اور اس بات کی بھرپور گنجائش ہے کہ اس جملہ معترضہ میں بھی اسی بات کا ذکر ہو، جس کا سورہ بقرہ میں ہے، یعنی ان تمام چیزوں کی اصل کو ٹھیک ٹھیک متعین مقدار میں صرف رکھ دیا جانا، جنہیں دحو ارض کے مرحلہ میں پھیلایا اور سجایا گیا! یہ تو اس قرآن کا اعجاز ہے! کہ ہر مقام اور سیاق کے اعتبار سے بہترین اور مناسب ترین ترتیب کے باوجود کہیں پر بھی تناقض نہیں ہوتا، الا یہ کہ آدمی کٹ حجتی کی قسم کھالے! اور آنجناب کو اصرار ہے کہ آپ کی کج فہمی کو قرآن کا تضاد مان لیا جائے!

نظامی صاحب آگے فرماتے ہیں:

///گویا زید کہتا ہے کہ میں جمعرات کو لاہور گیا پھر کہتا ہے کہ میں جمعہ کو لاہور گیا تو یہ کوئی تضاد ہی نہیں ہے، کیونکہ تضاد تو تب ہوتا کہ زید پہلے یہ کہتا کہ میں جمعرات کو لاہور گیا اور پھر کہتا کہ میں جمعرات کو لاہور نہیں گیا۔ مولانا صاحب! تضاد تسلیم نہ کرنے کی یہ رعایت صرف قرآن کو ہی حاصل ہے یا زید کو بھی اس معاملے میں آپ یہی رعایت دینے کیلئے تیار ہیں ؟ //

جواب: بے شک، اگر زید ایسا کہے تو اس سے لازماً تضاد نہیں سمجھا جاسکتا، کیونکہ عین ممکن ہے کہ وہ جمعرات کو بھی لاہور گیا ہو، اور جمعہ کو بھی لاہور گیا ہو!

نظامی صاحب:

///مولانا کو بہت اچھی طرح معلوم ہے کہ جب تک وہ دحو الارض کو تخلیق ارض سے الگ قرار نہ دیں، قرآن کے اس تضاد کو چھپانا بہت مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے، یہ مولانا کی مجبوری ہے۔ دحو الارض کو تخلیق کا مرحلہ شمار کرنے پر میرا اصرار اس لئے ہے کہ قرآن کے اپنے الفاظ کی وجہ سے میں دحو الارض کو تخلیق ارض کا ہی مرحلہ قرار دوں، کیونکہ قرآن نے سات مقامات پر کہا ہے کہ اس نے چھ دنوں میں زمین و آسمان کو تخلیق کیا، پھر سورہ حم سجدہ میں تیسرے اور چوتھے دن میں زمین پر پہاڑ گاڑنے کی بات کر رہا ہے، جو اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ دحو الارض ان چھ دنوں کے اندر ہی ہوا ہے جسے قرآن نے بار بار تخلیق ارض و سماء کی مدت قرار دیا ہے۔ //

جناب من! آپ کے اس اصرار کا بھی ہم نے خوب اور بھر پور جواب دیا ہے! (ملاحظہ فرمائیں: جواب نمبر 2 کمٹ نمبر 8، جواب نمبر 3 کمٹ نمبر 14، جواب نمبر 4 کمٹ نمبر 20) کمٹ نمبر بیس ہی میں بالتفصیل آپ کے اس دعوے کی بھی تردید کی گئی کہ قرآن نے کہیں صراحت کی ہو کہ دحو لازماً 6 دنوں میں شامل ہو، اور اگر شامل بھی ہو تو اس میں آپ کے لئے سرے سے کوئی دلیل نہیں!! غرض آپ کی یہ دلیل بھی اصلاً غیر متعلق ہے!

نظامی صاحب:

// یہاں مولانا صاحب فرمائیں گے کہ سورۃ حم سجدہ میں بھلا دحو الارض کا ذکر ہی کہاں ہوا ہے؟ تو عرض ہے کہ خود مولانا صاحب متعدد بار فرما چکے ہیں کہ دحو الارض کی تفسیر سورۃ النازعات میں اخرج منها ماءھا و مرعاھا و الجبال ارساھا کے ذریعہ کر دی ہے جس میں پہاڑوں کا زمین پر گاڑنا مذکور ہے اور سورۃ حم سجدہ میں بھی درمیان کے دو دنوں میں پہاڑوں کے گاڑنے کا ذکر ہے جو مولانا کے اپنے بیان کے مطابق دحو الارض کی تفسیر ہے۔ //

جواب: آپ نے دیکھ ہی لیا کہ ہم نے ایسا کچھ نہیں کہا، ہمارا جواب ملاحظہ کر لیا جائے، نیز ایک سے زائد احتمال ہونے کے تعلق سے ہماری تنبیہ بھی کمٹ نمبر 24 کے اندر ملاحظہ کر لی جائے!

Like · 36 · November 25 at 1:06am



Mirza Ahmed Wasim Beg

(30)

نظامی صاحب:

// اس مسئلہ کا حل مولانا نے یہ نکالا ہے کہ سورۃ حم سجدہ سے ترتیب کا ہی انکار کر دیا جائے۔ جب خود قرآن کے الفاظ سے ترتیب کا بیان معلوم ہو رہا ہے تو کسی اور کے پاس بھلا کیا گنجائش رہ جاتی ہے کہ وہ سورۃ حم سجدہ سے ترتیب کا انکار کرے۔ پورے قرآن میں سورہ حم سجدہ کی آیات ہی وہ آیات ہیں جن میں تفصیل سے تخلیق ارض و سماء کو بیان کیا گیا ہے، اور باقاعدہ دنوں کی تعداد بیان کر کے بتایا گیا ہے کہ زمین و آسمان کو کب اور کیسے بنایا گیا ہے۔ اس لئے زمیں و سماء کی تخلیق کی وضاحت کا اصل استدلال سورہ حم سجدہ کی آیات سے ہی بنتا ہے، اور سورۃ النازعات کی آیات اس سے واضح طور پر متصادم ہے۔ سورۃ حم سجدہ میں بیان شدہ تفصیل نے مومنین کیلئے کوئی موقع چھوڑا ہی نہیں ہے کہ سورہ النازعات کے آیات سے اس تضاد کی کوئی تاویل بیان کی جا سکے، اس کا واحد حل یہ ہے کہ سرے سے ترتیب کا ہی انکار کر دیا جائے، اب محض قرآن کے تضاد کو چھپانے کیلئے تو قرآن کو یہ رعایت نہیں دی جا سکتی نا۔ کیونکہ ثم کا حرف اصلاً تراخی یعنی تاخیر کو بیان کرنے کیلئے وضع کیا گیا ہے اب اسے اس کے اصل معنی سے ہٹانا ہے تو اس کیلئے ایک قرینہ درکار ہے اور قرینہ یہ ہے کہ ترتیب کو تسلیم کر لیا جائے تو قرآن میں تضاد واقع ہوتا ہے۔ //

جناب نظامی صاحب کے پاس چونکہ ان ادلہ کا تو کوئی جواب نہیں ہے جن کی روشنی میں سورہ حم سجدہ کی آیات کی تشریح کی گئی، لہذا اب ان کے پاس صرف یہی حل رہ جاتا ہے کہ بجائے دلیلوں کا جواب دینے کے الٹا ہم ہی پر ترتیب کے انکار کا الزام دھر دیا جائے، اور اس بحث کی متابعت کرنے والوں کو اب اس کی بھی حاجت نہیں رہ گئی کہ انہیں بتایا جائے کہ کہاں کہاں ہم نے اس بہتان کی تردید کی ہے! کیونکہ بلادلیل یہ دعویٰ جتنی بار آپ دہرا چکے ہیں، اتنی ہی بار ہم اس کی تردید بھی کرچکے ہیں! دوسرا حل یہ ہے کہ قرآن کی خود ساختہ تشریح کی جائے اور لازماً اسے ماننے کا مطالبہ کیا جائے! حالانکہ ان کا الزام نہ صرف یہ کہ لازم نہیں، بلکہ بے بنیاد بھی ہے!

ثم پر بھی ہم نے بات کی، اگرچہ کہ ہمارے موقف کی صحت اس پر ٹکی بھی نہیں، جیسا کہ اسی آخری جواب کی مختصر وضاحت سے بھی ظاہر ہے، اور اس پوری بحث سے بھی اظہر من الشمس ہو چکا ہے! اس کے باوجود ہم نے باقاعدہ لغت کی کتاب سے حوالہ دیا، اپنے کمٹ نمبر 24 اور 25 میں کہ ثم جملوں میں ترتیب کے لئے تو اصلاً آتا ہی نہیں، اور آنجناب قرینے ڈھونڈنے میں مصروف ہیں، پھر بھی، اتمام حجت کے لئے، کہ کہیں آسمان سے ٹپک کر کھجور پر اٹکنے کا بہانہ نہ مل جائے، ہم نے متعدد بار سیاق کلام اور مناسبات، موقع ومحل پر بھی بات کر لی (ملاحظہ فرمائیں: کمٹ نمبر 4، کمٹ نمبر 10، نیز کمٹ نمبر 24 خلاصہ۔ مزید اس کمٹ کی ابتداء میں بھی اس کی طرف اشارہ کر دیا!)

قرینے کے بارے میں آنجناب کو یاد دلادوں کہ قرینہ لفظیہ بھی ہوتا ہے، اور معنویہ بھی، قرینہ داخلی بھی ہوتا ہے خارجی بھی! مگر ناظرین آنجناب کی دوغلی پالیسی ملاحظہ فرمائیں، فرماتے ہیں کہ "اور قرینہ یہ ہے کہ ترتیب کو تسلیم کر لیا جائے تو قرآن میں تضاد واقع ہوتا ہے" یعنی، اگر قرآن کے ایک مقام دوسرے مقام کی تشریح کرے، تو آنجناب نے اسے نہیں ماننا، بلکہ اگر ایک جگہ واقع اجمال کی دوسری جگہ تفصیل، یا عموم کی تخصیص، یا اطلاق کی تقیید، یا ابہام کی تفسیر آئے تو اسے تضاد شمار کرنا ہے، اور یہ سب قرائن ہی ہوتے ہیں! مگر

دیکھئے کہ خود ہی قرینے کا مطالبہ بھی کر رہے ہیں، اور ساتھ ساتھ کہتے بھی جارہے ہیں کہ قرینہ جو پیش کرو گے اسے تو میں نے ماننا نہیں ہے، بلکہ اسے تضاد بتانا ہے! جناب، یہی ہم آپ کو سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اگر ایک مقام کا کلام دوسرے مقام کے کلام کی تفسیر بننے کی گنجائش رکھتا ہے، تو اسے تضاد نہیں کہتے! مگر آنجناب کا اصرار ہے کہ نہیں، ہر جگہ کو علاحدہ علاحدہ کر کے آنجناب کی رہنمائی میں سمجھیں، تاکہ جو تضاد آنجناب سمجھانا چاہیں، وہ بآسانی ذہن نشین ہوسکے! چلیں کوئی بات نہیں! آج اس سلسلے میں بھی حجت تمام کر ہی دیتے ہیں! آپ کو قرینہ چاہئے نا؟ وہ بھی داخلی (یعنی خود زیر بحث مقام ہی پر؟؟) اور وہ بھی لفظی؟ تو جناب غور فرمالیجئے حم سجدہ کی اس آیت پر: ﴿ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ﴾ [فصلت: 11] "پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جو کہ دھواں سا تھا، پھر اس سے اور زمین سے کہا (غور کرنے کا یہی مقام ہے) کہ تم "دونوں" آجاؤ طوعاً یا کرہاً، "دونوں" نے کہا کہ ہم بخوشی آتے ہیں" واضح رہے کہ یہ آیت حم سجدہ کی ان دو آیات کے بعد آئی ہے جن میں خلق ارض اور متعلقات ارض کا ذکر ہے، اور تسویہ سماء والی آیت اس کے بعد ہے! اب ملاحظہ فرمائیے کہ اس اسٹیج پر آسمان کا بخوشی آنا تو اس کو سات طبق بنانا ہوا، بھلا "زمین کا آنا" قرینہ نہیں ہے ہمارے موقف پر کہ درمیانی آیت جملہ معترضہ ہے، اور اگر نہ ہو تو دھواں سے مختلف ہے۔ کیونکہ یہ آیت صراحت کر رہی ہے کہ ابھی زمین کا کچھ کام باقی تھا! ناظرین سے گزارش ہے کہ وہ میرے کمنٹ نمبر 24 سے لے کر 26 تک ایک بار پھر ملاحظہ فرمائیے، کیونکہ ان میں اس بحث کا خلاصہ کیا گیا ہے! اور تقریباً سارے نکات کوسمیٹ دیا گیا ہے!

Like · 37 · November 25 at 1:06am



Mirza Ahmed Wasim Beg

(31)

خلاصہ:

میں امید کرتا ہوں کہ میں نے نظامی صاحب کے اشکالات کو رفع کرنے کی جو کوشش کی، اس سے ناظرین کو اچھی طرح معلوم ہوگیا ہوگا کہ قرآن کریم کی جن آیات کے اندر تضاد کا دعویٰ کیا گیا تھا، وہ بالکل بھی متضاد نہیں ہیں! کیونکہ ہم ایسا کوئی معنی لینے کے لئے لغوی، بلاغی، بیانی کسی ناحے سے مجبور نہیں ہیں، جیسا معنی لینے کے لئے نظامی صاحب زور لگا رہے ہیں، اور جس سے کہ تضاد لازم آتا ہوا!

ہم نے واضح کیا کہ دھواں کا معنی کسی لغت میں تخلیق نہیں ہوتا، واضح کیا کہ حم سجدہ میں ترتیب (اگر وہ مقصود ہے بھی تو) خلق ارض اور تسویہ سماء کے مابین ہے، اور متعلقات ارض کا ذکر وہاں یا تو جملہ معترضہ کے طور پر لایا گیا ہے کیونکہ سیاق کا تقاضا یہی تھا، اور ایک بلیغ کلام میں صرف ظاہری وقوعی ترتیب کی نہیں بلکہ معنوی اور بلاغی ترتیب ہی اہم ہوتی ہے! یا پھر اس کا مفہوم صرف اسی قدر ہے، جو کہ سورہ بقرہ کی آیت میں مذکور ہے، یعنی ان چیزوں کی اصل کا رکھ دیا جانا۔ اور نازعات میں آسمان کے بنانے اور زمین کے دھواں کے درمیان ترتیب ہے (اگر وہ مقصود ہو تو)! یعنی جن متعلقات ارض کی اصل پہلے مرحلے میں رکھ دی گئی تھی، ان کو پھیلانا۔

یوں دونوں کو ملانے سے، ترتیب اس طرح بنتی ہے، خلق ارض، تسویہ سماء اور دھواں۔ اور اس طرح یہ وہم ختم ہوجاتا ہے، جو بعض کج فہمیوں پر مبنی تھا! یاد دلاتے چلیں کہ یہاں بار بار وضاحت کرنے کے باوجود نظامی صاحب نے جن کج فہمیوں پر اپنے استدلال کی بنیاد رکھی اور جن پر آخر تک قائم رہے، اور کسی ایک بھی علمی مقام پر اپنی غلطی تسلیم نہیں کی (ٹائپنگ مسئلہ میں غلطی تسلیم کرنا کوئی اعلیٰ ظرفی نہیں ہے) وہ یہ ہیں: (1) دھواں سے خلق مراد ہونا، (2) خلق میں ہر جگہ دھواں کا شامل ہونا، (3) فتق کا معنی اصلاح ہونا، اور رتق کا معنی رکا ہوا ہونا یا بنجر ہونا۔ (4) رای سے ہر جگہ رویت بصری مراد ہونا، نیز اس کے لئے مخاطب کا وقوع کے وقت موجود ہونا (5) ثم سے ہر حال میں (جملوں میں بھی) ترتیب کا مراد ہونا (6) ترتیب ہر حال میں وقوع ہی میں ہونا، کسی معنوی امر میں نہ ہونا (7) کلام میں جملہ معترضہ کے وجود کو مسلسل نظر انداز کرکے عملاً اس کا انکار کرنا (8) واؤ کے ذریعے (اور اگر اس کے ذریعے نہیں تو بلا سبب) دو مرحلوں کو آپس میں حتمیت کے ساتھ فوریت و ترتیب کا متقاضی گردانتے ہوئے انتہی کرنا (9) تضاد کا یہ غلط مفہوم سامنے رکھنا کہ اگر کسی کے بھی ذہن میں قرآن کا یا کسی بھی کلام کا ایسا مفہوم آجاتا ہے، جو متضاد ہے، تو اس سے تضاد ثابت ہوسکتا ہے (10) تضاد کے پائے جانے کے شرائط کو مسلسل نظر انداز کرنا، جیسے دو مختلف چیزوں کے وقوع کے وقت میں اختلاف کو تضاد گردانتے رہنا! (11) حدیث ضعیف کو دلیل سمجھنا

یہ اور ان جیسی کچھ اور "بے بنیاد بنیادیں" تھیں، جن پر نظامی صاحب کا مقدمہ قائم تھا، اور جب نظامی صاحب اپنی بنیادوں ہی کا دفاع نہ کرسکے، تو بھلا

آخری بات:

ناظرین! بحث کو آپ نے ملاحظہ فرمایا، جس کا خلاصہ میں نے یہاں پیش کیا۔ دراصل نظامی صاحب کچھ پرانے وقتوں کے مزاعم میں ہیں! کچھ بوسیدہ نظریات جو انہوں نے اپنے زمانہ طالب علمی میں صحیح علمی ماحول نہ ملنے کی وجہ سے بنا لیے تھے ان سے چمٹے ہوئے ہیں، مثالیں اس بحث میں بہت ہیں، جن میں سے چند کا تذکرہ میں نے خلاصے میں کیا، اب مثلاً ضعیف حدیث کے بارے میں آنجناب کے تصور کو لیجئے! تو ہم ان کی خدمت میں بصد احترام عرض کریں کہ جناب یہ پرانے (درمیانے) وقتوں کی بات ہوگئی جب احادیث کی تحقیق پر کچھ خاص زور نہیں دیا جاتا تھا! عالم اسلام نے پچھلے دنوں ایک نئی علمی بیداری دیکھی ہے، کمیونیکیشن کے جدید ترین وسائل نے اس نہضت و نشات کو عالمی بنا دیا، عالم عرب کے ساتھ انٹریکشن اور جدید محققین، مثل شعیب ارنؤوط، احمد شاکر، البانی وغیرہم کی مساعی سے بہرہ مند ہونے کے سبب برصغیر میں بھی یہ پرانی فکر عرصہ ہوا ترک کردی گئی ہے! اور اب یہاں کے مدارس بھی علوم حدیث اور رجال وغیرہ پر زور دینے لگے ہیں!

حقیقت تو یہ ہے کہ مجھے نظامی صاحب سے شدید ہمدردی ہے؛ کیونکہ شاید انہیں اس سے خوف آتا ہے کہ ان کے فرسودہ خیالات میں ذرا سا بھی تزلزل آیا تو کہیں ریت کے اوپر دھری، برسوں میں تعمیر کردہ ان کی فکر کی پوری مائل بہ کجی عمارت اڑاڑا دھڑام زمین پر نہ آریے! مگر نظامی صاحب! میں آپ کو حوصلہ دلانا چاہتا ہوں کہ "ہمت مرداں تو مدد خدا" بخدا کچھ مشکل نہیں کہ آپ اپنے نظریات کا از سر نو جائزہ لیں! پرانے وقت کے مغالطوں اور فریبوں سے نکلیں، گمانوں کی وادئ تہ کو خیر باد کہہ کر یقین و ایمان کی ارض مقدسہ کی طرف عازم سفر ہوں!

بہر حال! ہمیں یقین ہے کہ اس بحث کو دیکھ کر انصاف پسند قارئین خود ہی فیصلہ کر لیں گے کہ کون اپنی باتوں کی تکرار کر رہا تھا، اور کون دلائل دے رہا تھا! کس کی جانب سے دلائل کو نظر انداز کیا جا رہا تھا، اور کس نے فریق مخالف کی ایک ایک دلیل پر گرفت کر کے اس کی کمزوری کو عیاں کیا!

اور ناظرین سے گزارش کروں گا کہ وہ بالخصوص نظامی صاحب کے لئے دعا کیا کریں! اور ہاں اس عاجز کو بھی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں!

اللہ تعالیٰ ہم تمام کو حق کہنے اور حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے!
آمین، وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین